نبی کریم ﷺ بحیثیت والد

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور اسلام آباد

نبی کریم ﷺ بحیثیت والد

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور، اسلام آباد

فہرست مضامین

پیش لفظ

(۱)

اولاد اور نواسوں کی ملاقات کے لیے تشریف لے جانا

(۲)

بیٹی کا حسنِ استقبال

(۳)

بیٹیوں کی اولاد سے غیر معمولی پیار

(۴)

اولاد کے لیے دعائیں

(۵)

اولاد کی تعلیم کا اہتمام

(۶)

نواسوں کو کھلانا ہنسانا

(۷)
بیٹیوں کی عائلی زندگی سے تعلق

(۸)

نواسوں کے معاملات سے گہری دلچسپی

(۹)

بیٹی اور داماد کی ضرورت پر فقیر طلبہ کی ضرورت کو ترجیح

(۱۰)

بیٹی اور داماد کو نمازِ تہجد کی ترغیب

(۱۱)

صاحبزادی کو دنیاوی زیب و زینت سے دُور رکھنا

(۱۲)

بیٹی کو دوزخ سے بچاؤ کی خود کوشش کرنے کی تلقین

(۱۳)

اولاد کا احتساب

(۱۴)

دامادوں کے ساتھ گہرا تعلق اور عمدہ معاملہ

-۱-

داماد کو دعائیں سکھلانا

- ب -

داماد کے لیے دعائیں

- ج -

دامادوں کی خیر خواہی اور اُن کے ساتھ بہترین معاملہ

(۱۵)

اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر

(16)

شدتِ غم کے باوجود بیٹیوں کی تجہیز و تکفین کا بندوبست

(17)

بیٹیوں کو صبر کی تلقین

حرف آخر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ❶

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ❷

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ ❸

امابعد!

والدین کی ایک بڑی تعداد اس بات کے جاننے کی شدید خواہش رکھتی ہے، کہ اولاد کے ساتھ تعلق اور معاملہ کی بہترین صورت کیا ہے۔ اس کائنات میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے بہترین نمونہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔ خود اللہ رب العزت

❶ سورة آل عمران/ الآية ١٠٢. ❷ سورة النساء/الآية الأولى. ❸ سورة الأحزاب/ الآيتان ٧٠-٧١.

نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾ ❶

''بلاشک وشبہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت کا یقین رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو۔''

آنحضرت ﷺ کی بحیثیتِ والد سیرت مطہرہ سے فیض یاب ہونے اور دوسرے لوگوں کے لیے اس سے مستفید ہونے کا موقع فراہم کرنے کی خاطر

[نبی کریم ﷺ بحیثیت والد]

کے عنوان سے توفیق الٰہی سے کام کا آغاز کیا ہے۔

کتاب کی تیاری میں پیشِ نظر باتیں:

توفیقِ الٰہی سے کتاب تیار کرتے وقت درجِ ذیل باتوں کے اہتمام کی کوشش کی گئی ہے:

۱: کتاب کے لیے بنیادی معلومات احادیث شریفہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

۲: ان سے استدلال کرتے وقت شروح حدیث سے استفادہ کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے۔

۳: احادیثِ شریفہ کو عام طور پر ان کے اصلی ماخذ ومراجع سے نقل کیا گیا ہے۔

۴: صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق علمائے امت کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر اجماعِ امت کی بنا پر ان کے بارے میں اہلِ علم کے اقوال کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ❷

❶ سورة الأحزاب / الآية ٢١.

❷ ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحه على صحيح مسلم ص ١٤؛ ونزهة النظر في توضيح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر ص ٢٩.

۵: آنحضرت ﷺ کی [بحیثیت والد] سیرت کے کسی بھی پہلو کے بارے میں شواہد تحریر کرتے وقت ان سے معلوم والے دیگر پہلوؤں کے متعلق بھی فوائد کا اختصار سے ذکر کیا گیا ہے۔

۶: اس موضوع کا احاطہ کرنے کا نہ تو دعویٰ ہے اور نہ ہی حق، البتہ اس سلسلے میں ایک ٹوٹی پھوٹی کوشش پیش کرنے کی سعادت کے حصول کی رب تعالیٰ کے حضور عاجزانہ التجا ہے۔

۷: کتاب کے آخر میں مصادر و مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کردی گئی ہیں۔

کتاب کا خاکہ:

رب علیم و حکیم کے فضل و کرم سے کتاب کا خاکہ بصورتِ ذیل ترتیب دیا گیا ہے:

پیش لفظ

اصل کتاب:

اس میں نبی کریم ﷺ کی بحیثیت والد سیرتِ طیبہ کے متعلق سترہ باتیں عرض کی گئی ہیں۔ ہر بات کے متعلق ایک مستقل عنوان کے تحت ثابت شدہ شواہد کے ساتھ گفتگو کی کوشش کی گئی ہے۔

خاتمہ:

اس میں خلاصہ کتاب اور اپیل درج کی گئی ہے۔

شکر و دعا:

میں رب ذوالجلال والاکرام کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں، کہ انہوں نے اس موضوع پر کام کرنے کی توفیق عطا فرما کر نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی صحبت میں کچھ وقت گزارنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ فَلَهُ الْحَمْدُ حَتّٰى يَرْضٰى .اب انہی سے عاجزانہ التماس ہے کہ موت آنے تک اپنی رحمتِ بے پایاں

سے ایسے مواقع نصیب فرماتے رہیں اور روزِ قیامت اپنے خلیل وحبیب ﷺ کی ہر جگہ رفاقت عطا فرما دیں۔ إنه سميع مجيب .

رب حی وقیوم سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ میرے والدین محترمین کی قبروں پر اپنی رحمت کی برکھا برسائیں، کہ انہوں نے اپنی اولاد کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت کا بیج بونے کی مقدور بھر کوشش کی۔ (رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيْرًا)

رب رحیم وکریم میری اہلیہ محترمہ، عزیزان القدر بیٹوں اور بہوؤں کو میری مقدور بھر خدمت کرنے کا دنیا وآخرت میں بہترین صلہ عطا فرمائیں اور اس کتاب کے ثواب میں ان سب کو شریک فرمائیں۔ إِنَّهُ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ .

الہدیٰ انٹرنیشنل اسلام آباد کے لیے شکر گزار اور دُعا گو ہوں، کہ توفیق الٰہی سے اس کتاب اور میری ایک دوسری کتاب [بیٹی کی شان وعظمت] کے لیے نقطۂ آغاز ان کے ہاں میرا ایک درس بنا۔ [1]

کتاب کی مراجعت میں بھرپور دلچسپی اور تعاون کے لیے عزیز القدر عمر فاروق قدوسی کا شکر گزار اور ان کے لیے دُعا گو ہوں۔ اپنے قابل احترام بھائی اور دوست میاں محمد شفیع سیشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج اوکاڑہ کا شکر گزار اور ان کے لیے دُعا گو ہوں، کہ ان کی مخلصانہ نشاندہی پر مطبعی غلطیوں کی ایک بڑی تعداد کی اصلاح ممکن ہوئی۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ جَمِيْعًا خَيْرَ الْجَزَاءِ فِي الدَّارَيْنِ .

فضل الٰہی

قبل از مغرب ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ
بمطابق یکم مئی ۲۰۰۸ء

بار سوم بعد از نمازِ ظہر
۱۲ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ
بمطابق ۲۵ مئی ۲۰۱۰ء

[1] یہ درس بعنوان [اسلام میں بیٹی کا مقام] ۲۲/۹/۲۰۰۳ء کو دیا گیا۔

(۱)

اولاد اور نواسوں کی ملاقات کے لیے تشریف لے جانا

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے یہ بات ثابت ہے، کہ آپ ﷺ اپنی اولاد اور نواسوں کی ملاقات کی غرض سے جانے کا اہتمام فرماتے۔ اس بارے میں تین مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

۱: سفر سے واپسی پر عموماً سب سے پہلے بیٹی کے ہاں جانا:

امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا ، فَوَجَدَ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ يَدْخُلْ. قَالَ: "وَقَلَّ مَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بدأ بها."

الحديث [1]

"بے شک رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے، ان کے دروازے پر ایک پردہ دیکھا، تو داخل نہ ہوئے۔"

انہوں [یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما] نے بیان کیا: "اور آنحضرت ﷺ تشریف لاتے، تو ابتدا عام طور پر ان کے ہاں جانے سے ہی فرماتے تھے۔"

شیخ سہارنپوری حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[1] سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب في اتخاذ الستور، جزء من رقم الحديث ۴۱۴۳، ۱۱/۱۳۷. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۲/۷۸۱).

"(وَقَلّ مَا كَانَ) رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ (يَدْخُلُ) بُيُوْتَ أَزْوَاجِهِ (إِلَّا بَدَأَبِهَا) أي بِفَاطِمَةَ رضي الله عنها قَبْـلَ أَزْوَاجِهِ أَىْ إِذَا جَاء من السَّفَرِ." ❶

[''کم ہی کبھی ایسے ہوتا، کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لاتے، مگر اپنی ازواج (مطہرات) کے ہاں جانے سے پہلے آغاز فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جانے سے فرماتے۔'']

اللہ اکبر! رسول اللہ ﷺ کا اپنی صاحب زادی سے تعلق کس قدر گہرا تھا!

ب: صاحب زادے کی ملاقات کے لیے تشریف لے جانا:

امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ"

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ، بال بچوں پر شفقت کرنے والا نہیں دیکھا۔''

انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ إِبْـرَاهِيْـمُ مُسْتَرْ ضِـعًا لَهُ فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ، وَكَانَ يَـنْـطَـلِـقُ، وَنَحْنُ مَعَهُ، فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ، وَإِنَّـهُ لَيُدَخَّنُ، وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا، فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ." ❷

''ابراہیم (نبی کریم ﷺ کے فرزند) مدینہ (طیبہ) کے بالائی مضافات میں دودھ پیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ وہاں تشریف لے جاتے اور ہم

---

❶ بذل المجهود في حل أبي داود ۲۹/۱۷.

❷ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، جزء من رقم الحديث ٦٣ـ (٢٣١٦)، ٤/١٨٠٨.

آپ کے ساتھ ہوتے۔ آنحضور ﷺ گھر میں داخل ہوتے، تو وہاں دھواں ہوتا، کیونکہ ان کا رضاعی باپ لوہار تھا۔ آنحضرت ﷺ بچے کو اٹھاتے، بوسہ دیتے اور پھر واپس پلٹتے۔''

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ مُحَبَّةِ الْمُصْطَفٰى ﷺ لِابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ] ❶

[مصطفیٰ ﷺ کی اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے لیے محبت کا ذکر]

امام نووی نے صحیح مسلم کی روایت پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ رَحْمَتِهِ ﷺ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ، وَتَوَاضُعِهِ، وَفَضْلِ ذٰلِكَ] ❷

[آنحضرت ﷺ کی (عام لوگوں کے) بچوں اور (اپنے) بال بچوں کے ساتھ شفقت، اور آپ ﷺ کی تواضع اور اس کے فضائل کے متعلق باب]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کے لیے مدینہ طیبہ کے بالائی مضافات میں اس لوہار کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے، جہاں وہ دودھ پیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی شدید مشغولیت، فاصلہ کی دوری اور گھر میں لوہے کی بھٹی کا دھواں صاحب زادے کو دیکھنے کی راہ میں رکاوٹ نہ بنتا تھا۔

علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ کا وہاں تشریف لے جانا ایک آدھ مرتبہ نہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ الفاظ (كَانَ يَنْطَلِقُ) [آنحضرت ﷺ تشریف

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، رجالهم ونسائهم، ١٥/٠٠٤.

❷ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، ٤/١٨٠٨.

لے جایا کرتے تھے] سے آپ ﷺ کا کثرت سے وہاں جانا ثابت ہوتا ہے۔

ج: نواسے کی ملاقات کے لیے تشریف لے جانا:

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں روانہ ہوا۔ نہ تو آپ ﷺ نے مجھ سے گفتگو فرمائی اور نہ ہی میں نے کچھ عرض کیا، یہاں تک کہ آپ بنو قینقاع کے بازار میں تشریف لائے، پھر وہاں سے واپس چلے آئے، یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر (کے دروازے پر) پہنچے۔

آنحضرت ﷺ نے (وہاں پہنچ کر) فرمایا: ''أَثَمَّ لُكَعُ؟ أَثَمَّ لُكَعُ؟''

''کیا وہاں چھوٹو ہے؟ کیا وہاں چھوٹو [1] ہے؟''

آنحضرت ﷺ کا مقصود حسن رضی اللہ عنہ تھے۔

ہم نے گمان کیا، کہ ان کی والدہ نے انہیں نہلانے دھلانے اور خوشبو کا ہار پہنانے کے لیے روک رکھا ہے۔

فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى، حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ.

[تھوڑی ہی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے، یہاں تک کہ ان دونوں [یعنی آنحضرت ﷺ اور حسن رضی اللہ عنہ] نے آپس میں معانقہ کیا]

پھر رسول اللہ ﷺ نے کہا:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّهُ.'' [2]

---

[1] آنحضرت ﷺ نے نواسے سے شدید تعلق اور قلبی لگاؤ کی بنا پر ایسے فرمایا۔

[2] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل الحسن و الحسین رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث ۵۷۔ (۲۴۲۱)، ۴/۱۸۸۲۔۱۸۸۳.

[''اے اللہ! بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس آپ بھی اس سے محبت فرمائیے اور اس سے محبت کرنے والے سے (بھی) محبت فرمائیے۔'']

اس حدیث شریف میں یہ واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ اپنے نواسے سے ملاقات کی خاطر اپنی صاحبزادی کے گھر کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ نواسے کے باہر آنے پر آنحضرت ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔

حدیث شریف میں دیگر فوائد:

۱: آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے روبرو نواسے کے لیے اپنی محبت کا اظہار کیا۔

۲: اللہ تعالیٰ سے انہیں اپنا محبوب بنانے کی التجا کی۔

۳: ان سے محبت کرنے والوں کے لیے دعا کرکے آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو ضمنی طور پر اس بات کی ترغیب دی، تاکہ وہ بھی ان سے محبت کرکے آپ ﷺ کی دعا کے مستحق بن جائیں۔ اللھم اجعلنا برحمتك منهم آمين يا رب العالمين. ❶

(۲)

بیٹی کا حسن استقبال

سیرتِ طیبہ سے یہ بات ثابت ہے، کہ نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادی کا انتہائی شفقت، پیار اور گرم جوشی سے استقبال کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں ذیل میں تین روایات ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''كُنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ. لَمْ يُغَادِرْ مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ.

---

❶ اے رب العالمین! اپنی رحمت سے ہمیں (بھی) ان میں شامل فرما دیجیے۔ آمین۔

فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رضي الله عنها تَمْشِيْ . مَا تُخْطِيءُ مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا .

فَلَمَّا رَآها رَحَّبَ بِهَا ، فَقَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِي."

ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ......الحديث . (1)

[نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس بیٹھی تھیں، وہاں سے کوئی ایک بھی نہیں گئی تھی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتے ہوئے آئیں، ان کی چال ہو بہو رسول اللہ ﷺ والی چال تھی۔ آنحضرت ﷺ نے جب انہیں دیکھا، تو خوش آمدید کرتے ہوئے فرمایا: "خوش آمدید میری بیٹی۔" پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھایا......الخ]

ب: امام ابن حبان نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک انہوں نے بیان کیا:

"مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ كَلَامًا وَحَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ . وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا ، وَقَبَّلَهَا ، وَرَحَّبَ بِهَا ، وَأَخَذَ بِيَدِهَا ، وَأَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهِ .

وَكَانَتْ هِيَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا ، قَامَتْ إِلَيْهِ ، فَقَبَّلَتْهُ ، وَأَخَذَتْ بِيَدِهِ......الحديث (2)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة رضي الله عنها بنت النبي ﷺ ، جزء من رقم الحديث ۹۸۔ (۲۴۵۰)، ۴/۱۹۰۴. نیز ملاحظہ ہو: صحيح البخاري ، كتاب الاستئذان ، باب من ناجى بين يدى الناس ، ...... رقمي الحديثين ۶۲۸۵، ۶۲۸۶و، ۱۱/ ۷۹ـ۸۰.

(2) الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، رجالهم ونسائهم، ذكر إخبار المصطفى ﷺ فاطمه رضي الله عنها أنها أول لاحق به من أهله بعد وفاته، جزء من رقم الحديث ۶۹۵۳، ۱۵/ ۴۰۳. شیخ ارناؤط نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ ←

[''میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو بات چیت میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا۔

اور جب وہ آنحضرت ﷺ کے ہاں آتیں، تو آپ ﷺ ان کے [استقبال کے] لیے اٹھ کر آگے بڑھتے، انہیں بوسہ دیتے، انہیں خوش آمدید کہتے، ان کے ہاتھ کو تھامتے اور اپنی جگہ میں بٹھاتے اور جب آنحضرت ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جاتے، تو وہ (بھی استقبال کی خاطر) اٹھ کر آگے بڑھتیں، آپ ﷺ کو بوسہ دیتیں اور آپ کے ہاتھ کو تھام لیتیں......]

ج: سنن ابی داؤد کی روایت میں ہے:

"وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا، قَامَتْ إِلَيْهِ، فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ، فَقَبَّلَتْهُ، وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا."❶

''اور جب آنحضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے، تو وہ آپ ﷺ (کے استقبال) کے لیے اٹھ کر آگے بڑھتیں، آپ کے ہاتھ کو پکڑتیں، آپ کو بوسہ دیتیں، اور آپ کو اپنی جگہ میں بٹھاتیں۔''

اور المستدرک میں ہے:

"وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا، فَقَبَّلَتْهُ، وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا."❷

← (هامش الإحسان ١٥/ ٥٠٤).

❶ سنن أبي داود، أبواب السلام، باب في القيام، جزء من رقم الحديث ٥٢٠٦، ١٤/٨٧. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٣/٩٧٩).

❷ المستدرك على الصحيحين، كتاب الأدب، ٤/٢٧٣. امام حاکم نے اس کو [بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤/ ٢٧٣؛ والتلخيص ٤/ ٢٧٣).

[''اور جب نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لاتے، تو وہ اپنی جگہ سے اٹھتیں، آپ ﷺ کو بوسہ دیتیں اور آپ کو اپنی جگہ میں بٹھاتیں۔'']

مذکورہ بالا روایات سے آنحضرت ﷺ کے اپنی صاحبزادی کے استقبال کے حوالے سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱: سید الأولین والآخرین ﷺ اپنی صاحبزادی کا استقبال اٹھ کر آگے بڑھ کر کیا کرتے تھے۔

۲: بیٹی کو خوش آمدید [مَرْحَبًا بِابْنَتِي] کے الفاظِ مبارکہ سے کہتے تھے۔

۳: بیٹی کو آمد پر بوسہ دیتے تھے۔

۴: بیٹی کے ہاتھ کو تھام لیتے تھے۔

۵: اپنی مجلس میں دائیں یا بائیں جانب بیٹی کو بٹھا لیتے تھے۔

۶: آنحضرت ﷺ کا اس طرح استقبال کرنا وقتی یا حادثاتی بات نہ تھی، بلکہ آپ کا یہ عام معمول تھا، جیسا کہ حدیث شریف کے الفاظ [وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا..........]

[اور جب وہ آنحضرت ﷺ کے ہاں آتیں، تو آپ ان کے [استقبال کے] لیے اٹھ کر آگے بڑھتے......] سے معلوم ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں دیگر فوائد:

۱: آنحضرت ﷺ صاحبزادی کی شادی کے بعد ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

۲: صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد محترم جناب نبی کریم ﷺ کا اسی طرح استقبال کرتی تھیں، جیسے آنحضرت ﷺ ان کا کیا کرتے تھے۔

۳: بیٹی کی شادی کا معنی باپ بیٹی کے رشتہ اور پیار و محبت کا انقطاع نہیں۔

(۳)

بیٹیوں کی اولاد سے غیر معمولی پیار

سیرتِ طیبہ سے یہ بات واضح ہے، کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی بیٹیوں کی اولاد سے بہت زیادہ لگاؤ، گہرا قلبی تعلق اور غیر معمولی پیار رکھتے تھے۔ ذیل میں اسی بارے میں پانچ واقعات ملاحظہ فرمائیے:

ا: حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھانا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رَأَیْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہما علی عاتق النبي ﷺ، وَهُوَ يَقُوْلُ:

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ."

[میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ کے کندھے پر دیکھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے:

[اے اللہ! بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس سے محبت فرمائیے"] [1]

اللہ اکبر! رسول کریم ﷺ کو اپنے نواسے سے کس قدر پیار ہے، کہ انہیں اپنے شانہ مبارک پر اٹھائے ہوئے ہیں! اور اسی پر بس نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ان سے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بھی ان سے محبت کرنے کی التجا

[1] متفق علیه: صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين رضی اللہ عنہما، رقم الحديث ۳۷۴۹، ۷/۹۴؛ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل الحسن والحسين رضی اللہ عنہما، رقم الحديث ۵۸۔ (۲۴۲۲)، ۴/۱۸۸۳۔ الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

کرتے ہیں۔

ب: دورانِ نماز نواسی کو اٹھانا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ، وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ، وَهِيَ ابْنَةُ زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى عَاتِقِهِ.
فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ أَعَادَهَا." [1]

["میں نے نبی کریم ﷺ کو امامت کرواتے ہوئے دیکھا اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ، اور وہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کی (بھی) بیٹی تھیں، آپ کے شانہ پر تھیں۔
آنحضرت ﷺ جب رکوع کرتے، تو انہیں (نیچے) اُتار کر رکھ دیتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے، تو انہیں دوبارہ (اپنے کندھے پر) رکھ دیتے۔]

اور سنن ابی داؤد میں ہے:

"ہم نماز ظہر یا عصر کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو نماز کے لیے بلا چکے تھے، کہ رسول اللہ ﷺ ابوالعاص اور اپنی صاحبزادی کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہم کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ جائے

---

[1] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب إذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة، رقم الحديث ٥١٦، ١/٥٩٠؛ وصحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب جواز حمل الصبيان في الصلاة، رقم الحديث ٤٢-(٥٤٣)، ١/٣٨٥-٣٨٦. الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

نماز پر کھڑے ہوئے اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ (اس دوران) وہ (بچی) اپنی جگہ پر ہی ٹکی رہی۔''

انہوں نے بیان کیا:

"فَكَبَّرَ وَكَبَّرْنَا."

[''آنحضرت ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے (بھی) اللہ اکبر کہا۔'']

انہوں نے (مزید) بیان کیا:

"حَتَّى إِذَا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا، فَوَضَعَهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُوْدِهِ، ثُمَّ قَامَ أَخَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا. فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ بِهَا ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ."[1]

[''یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا، تو اس کو پکڑ کر (زمین پر) رکھ دیا، پھر آپ ﷺ نے رکوع اور سجدہ کیا، یہاں تک کہ جب آپ سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے، تو آپ ﷺ نے اس کو پکڑ کر اس کی جگہ (یعنی اپنے شانہ مبارک) پر لوٹا دیا۔ رسول اللہ ﷺ ہر رکعت میں اس کے ساتھ ایسے ہی کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔'']

اللہ اکبر! رسول کریم ﷺ کو اپنی نواسی سے کس قدر پیار تھا! اس کو شانہ مبارک پر اٹھائے ہوئے نماز کے لیے تشریف لاتے ہیں، اسے اٹھاتے ہوئے ہی نماز

---

[1] سنن أبي داود، کتاب الصلاة باب العمل في الصلاة، رقم الحديث ۹۱۶، ۳/ ۱۳۲۔ ۱۳۳. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۱/ ۱۷۳).

کی ابتدا کرتے ہیں، حالت قیام میں بھی اٹھائے رکھتے ہیں، رکوع اور سجدے کے لیے اس کو زمین پر رکھتے ہیں، لیکن رکوع وسجدہ سے فارغ ہوتے ہی پھر اپنے مبارک کندھے پر بٹھا لیتے ہیں، پوری نماز اسی کیفیت سے ادا کرتے ہیں۔ نواسی سے بے پناہ پیار کرنے والے وہ نانا محترم کس قدر پیارے ہیں! فصلوات ربي وسلامه عليه.

ج: حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دینا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رضي الله عنهما ، وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا ، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: "إِنَّ لِيْ عَشْرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا ."

فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ قَالَ:

"مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ." [1]

[رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا اور آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھا تھا۔ اقرع کہنے لگا: "بے شک میرے دس بچے ہیں، میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا، جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"]

---

[1] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، رقم الحديث ٥٩٩٧، ٤٢٦/١٠؛ وصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه، وفضل ذلك، رقم الحديث ٦٥ـ(٢٣١٨)، ١٨٠٨/٤ـ ١٨٠٩. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ اپنے نواسہ سے اپنی شفقت اور پیار کا اظہار بوسہ دے کر کرتے ہیں۔ اور اس طرزِ عمل کے بارے میں تعجب آمیز گفتگو کو ناپسند کرتے ہوئے آگاہ فرماتے ہیں، کہ نواسوں پر شفقت و رحمت نہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ امت کو ضمنی طور پر اس بات کی ترغیب بھی دیتے ہیں، کہ وہ اپنے نواسوں سے پیار کرکے اپنے رب تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کریں۔

د: حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو گرتے دیکھ کر خطبہ چھوڑ کر انہیں اٹھانا:

حضرت ائمہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُنَا، فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رضي الله عنهما، عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ أَحْمَرانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ.

فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنبَرِ، فَحَمَلَهُمَا، فَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ.

ثُمَّ قَالَ: "صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [1]

نَظَرْتُ إِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ، فَلَمْ أَصْبِرْ، حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِي، وَرَفَعْتُهُمَا." [2]

---

[1] سورة التغابن / جزء من الآية ١٥.

[2] المسند، رقم الحديث ٢٢٩٩٥، ٣٨/٩٩ـ١٠٠؛ وسنن أبي داود، تفريع أبواب الجمعة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر[لأمر] يحدث، رقم الحديث ١١٠٥، ٣/٣٢٢؛ وجامع ←

[''رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیصیں پہنے لڑکھڑاتے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اوران دونوں کو اٹھایا اور اپنے آگے بٹھالیا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ نے سچ کہا: [ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو محض ایک آزمائش ہے۔]''

میں نے ان دو بچوں کو دیکھا، کہ وہ ڈگمگاتے ہوئے آرہے ہیں، تو مجھ سے صبر نہ ہوسکا، یہاں تک کہ میں نے اپنے سلسلۂ کلام کو منقطع کیا اوران دونوں کو اٹھایا۔'']

سبحان اللہ! رسول کریم ﷺ کو نواسوں کے لڑکھڑانے پر کس قدر تشویش لاحق ہوئی، کہ اپنا خطبہ جاری نہ رکھ سکے، پہلے انہیں اٹھا کر اپنے سامنے منبر پر بٹھایا، پھر خطبہ مکمل کیا۔ اور افسوس ہے ان والدین پر، جو اولاد کو صراط مستقیم سے بھٹکتے ہوئے دیکھتے ہیں، لیکن ان کے پاس معاشی، سیاسی، سماجی یا دینی مصروفیات کی وجہ سے یا اپنی لذتوں اور آسائشوں میں مگن ہونے کی بنا پر، اپنے جگر گوشوں کو سنبھالا دینے کے لیے وقت ہی

← الترمذي، أبواب المناقب، باب، رقم الحديث ٤٠٢٧، ١٩٠/١٠؛ وسنن النسائي، كتاب الجمعة، باب نزول الإمام عن المنبر قبل فراغه من الخطبة وقطع كلامه، ورجوعه إليه يوم الجمعة، ١٠٨/٣؛ وسنن ابن ماجه، كتاب اللباس، باب لبس الأحمر للرجال، رقم الحديث ٣٦٤٥؛ ٢٩٨/٢؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الفرائض، باب ذوي الأرحام، ذكر السبب الذي من أجله فعل المصطفى ﷺ ما وصفناه، رقم الحديث ٦٠٣٩، ٤٠٣/١٣. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ المسند کی سند کو شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ١٠٠/٣٨)؛ شیخ البانی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٢٠٦/١؛ وصحيح سنن الترمذي ٢٢٤/٣؛ وصحيح سنن النسائي ٣٤٢/١؛ وصحيح سنن ابن ماجه ٢٨٣/٢).

نہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْ ھٰؤُلَاءِ الْأَشْقِیَاءِ ❶ آمِیْن یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.

ھ: حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دنیاوی خوشبو میں سے اپنا حصہ قرار دینا:

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''ھُمَا رَیْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْیَا'' ❷

[''وہ ان دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیاوی خوشبو میں سے میرا حصہ ہیں۔'']

حدیث کی شرح میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں: ''یعنی وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے ہیں، جو کہ انہوں نے مجھے عطا فرمایا ہے۔'' ❸

حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں: ''معنی یہ ہے، کہ وہ دونوں مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور عطا کردہ عطیہ ہیں۔ اولاد کو چونکہ سونگھا جاتا ہے اور بوسہ دیا جاتا ہے، اس اعتبار سے وہ گویا کہ خوشبوؤں میں سے ہیں۔'' ❹

خلاصۂ گفتگو یہ ہے، کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کو اپنی بیٹیوں کی اولاد سے گہرا لگاؤ اور بے پناہ تعلق تھا۔

(۴)

اولاد کے لیے دعائیں

سیرتِ طیبہ میں موجود باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ نبی کریم ﷺ اپنی

---

❶ اے اللہ کریم! ہمیں ایسے بدنصیب لوگوں میں شامل نہ فرمانا۔ آمین یاحي یاقیوم۔

❷ صحیح البخاري، کتاب الأدب باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته، جزء من رقم الحدیث ٥٩٩٤، ١٠/٤٢٦.

❸ منقول از: فتح الباري ١٠/٤٢٧.

❹ المرجع السابق ١٠/٤٢٧.

اولاد اور ان کی اولاد کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں فرماتے تھے۔ درج ذیل پانچ مثالوں سے اس کی وضاحت ہوتی ہے:

ا: سہاگ رات بیٹی، ان کے شوہر اور نسل کے لیے دُعائیں:

اس بارے میں دو روایات ملاحظہ فرمائیے:

ا: حضرات ائمہ ابن سعد، ابن السُّنّی، طبرانی اور بزار نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ جب [حضرت علی رضی اللہ عنہ کی] شبِ زفاف تھی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا [1]:

"لَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتَّى تَلْقَانِي."

[''میرے آنے تک کچھ نہ کرنا۔'']

انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے (تشریف لانے کے بعد) ایک برتن منگوایا اور اس میں وضو فرمایا، پھر اس (برتن میں موجود پانی) کو علی رضی اللہ عنہ پر انڈیل دیا، پھر (دُعا کرتے ہوئے) کہا:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا، وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا، وَبَارِكْ لَهُمَا فِي نَسْلِهِمَا." [2]

[''اے اللہ! ان دونوں میں برکت ڈالیے، اور دونوں پر برکت [نازل] فرمائیے اور ان دونوں کے لیے ان کی نسل میں برکت عطا فرمائیے۔'']

حافظ ابن السُّنی کی روایت میں دُعا کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا، وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا، وَبَارِكْ لَهُمَا فِي شَمْلِهِمَا." [3]

---

[1] جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی رات تھی، تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

[2] الفاظِ حدیث الطبقات الکبریٰ ۲۱/۸ کے ہیں۔ حدیث شریف کا ابتدائی حصہ اور تخریج اس کتاب کے ص ۶۸۔۶۹ پر ملاحظہ فرمائیے۔

[3] ملاحظہ ہو: كتاب عمل اليوم والليلة، باب ما يقول للعرس ليلة البناء، جزء من رقم الحديث ٦٠٧، ص ٢١٤۔ ٢١٥.

[''اے اللہ! ان دونوں میں برکت ڈال لیے، اوران دونوں پر برکت (نازل) فرمایئے اوران دونوں کے لیے معاملہ میں برکت عطا فرمایئے۔'']

امام البزار کی روایت میں ہے:

" اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِي شِبْلَيْهِمَا." ❶

[اے اللہ! ان دونوں میں برکت ڈال لیے اوران دونوں کے لیے ان کے بچوں میں برکت عطا فرمایئے۔'']

۲: امام طبرانی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''جب علی کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تحفہ دیا گیا، تو ہم نے ان کے گھر میں بچھائی ہوئی کنکریوں، ایک کھجور کے درخت کی چھال سے بھرے ہوئے تکیہ، ایک مٹکے اورایک کوزے کے سوا کچھ نہ پایا۔

رسول اللہ ﷺ نے پیغام بھیجا:

" لَا تُحْدِثَنَّ حَدَثًا " أَوْ قَالَ: "لَا تَقْرَبَنَّ أَهْلَكَ حَتَّى آتِيَكَ."

[''بالکل کچھ بھی نہ کرنا''] یا آنحضرت ﷺ نے فرمایا❷: [''میرے آنے تک اپنے اہل کے بالکل قریب نہیں جانا۔'']

نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا:

" أَثَمَّ أَخِي؟"

[''کیا وہاں میرا بھائی ہے؟'']

---

❶ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب منه في فضلها و تزوجها بعلي رضي الله عنهما ٢٠٩/٩.

❷ راوی کو شک ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے دونوں میں سے کون سا جملہ استعمال فرمایا تھا۔

اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، اور وہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی والدہ ایک نیک حبشی خاتون تھیں:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا أَخُوْكَ ، وَزَوَّجْتَهُ ابْنَتَكَ؟"

[''اے اللہ تعالیٰ کے رسول۔ ﷺ۔ یہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ نے ان سے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے؟'']

اور نبی کریم ﷺ نے (جب) اپنے صحابہ کے درمیان مواخات کی تھی [1]، تو علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا تھا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ ذٰلِكَ يَكُوْنُ يَا أُمَّ أَيْمَنَ؟"

[''اے اُم ایمن! ایسے ہوتا ہے۔'']

انہوں [حضرت اسماء رضی اللہ عنہا] نے بیان کیا:

''نبی کریم ﷺ نے ایک برتن منگوایا، جس میں پانی تھا۔ پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا، پڑھا، پھر علی۔ رضی اللہ عنہ۔ کے سینے اور چہرے پر مسح کیا [2]، پھر فاطمہ۔ رضی اللہ عنہا۔ کو بلایا، وہ حیا کی وجہ سے لڑکھڑاتی ہوئی آپ ﷺ کی طرف کھڑی ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان پر اس (پانی) سے چھڑکاؤ فرمایا۔ پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا، ان کے لیے کہا (یعنی دعائیں کیں۔)

پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا:

"أَمَا إِنِّي لَمْ آلُكِ أَنْ أَنْكَحْتُكِ أَحَبَّ أَهْلِيْ إِلَيَّ."

---

[1] مدینہ طیبہ ہجرت کر کے تشریف لانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک ایک مہاجر مسلمان کو ایک ایک انصاری مسلمان کا بھائی بنا دیا تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنانے کے اعزاز سے نوازا۔

[2] یعنی پانی کے برتن میں اپنا دست مبارک تر کر کے ان کے سینے اور چہرے پر پھیرا۔

[''سنو بے شک میں نے اپنے خاندان میں سے اپنے نزدیک عزیز ترین شخص کے ساتھ تمہارا نکاح کرنے میں تمہارے حق میں کوتاہی نہیں کی۔'']

پھر آنحضرت ﷺ نے پسِ پردہ یا دروازے کے پیچھے ایک سایہ دیکھا، تو آپ ﷺ نے پوچھا:

''مَنْ هٰذَا ؟''

انہوں نے عرض کیا: ''اسماء۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''**اسماء بنت عمیس؟**''

انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں یارسول اللہ۔ ﷺ۔!''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''جِئْتِ كَرَامَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ''

[''تم رسول اللہ ﷺ کی تکریم کے لیے آئی ہو؟'']

انہوں نے عرض کیا: ''پہلی رات بچی کے پڑوس میں کوئی خاتون ہونی چاہیے، کہ وہ بوقتِ ضرورت اس کو اپنی کیفیت سے آگاہ کر سکے۔''

انہوں نے بیان کیا:

'' فَدَعَا لِي بِدُعَاءٍ إِنَّهُ لَأَوْثَقُ عَمَلِيْ عِنْدِي . ''

[''آنحضرت ﷺ نے میرے لیے ایسی دُعا فرمائی، کہ بلاشک وشبہ میری نگاہ میں وہ میرا سب سے زیادہ بھروسے کا عمل ہے۔'']

پھر آنحضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''**دُوْنَكَ أَهْلَكَ .**''

''(اب) اپنے اہل کے پاس جاؤ۔''

''ثُمَّ خَرَجَ ، فَوَلّٰى ، فَمَا زَالَ يَدْعُوْ لَهُمَا ، حَتّٰى تَوَارٰى

فِيْ حُجْرِهٖ. " ❶

''پھر آنحضرت ﷺ (وہاں سے) نکلے اور (اپنے گھر کی طرف) روانہ ہو گئے۔ (راستے میں) ان دونوں کے لیے دُعا کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے حجرہ میں داخل ہو گئے۔''

دونوں حدیثوں سے معلوم ہونے والی چھ باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ کا بیٹی کی عائلی زندگی سے گہرا تعلق اور دلی لگاؤ، کہ باوجود بے پناہ مصروفیات کے ان کی نئی زندگی کا آغاز کروانے کے لیے خود ان کے ہاں تشریف لائے۔

آنحضرت ﷺ کا بیٹی اور ان کے شوہر کے درمیان، ان دونوں پر، ان کے بچوں، ان کی نسل اور معاملات پر اللہ تعالیٰ کی برکتوں کے نزول کے لیے عظیم الشان دُعائیں کرنا۔

داماد کی تکریم، کہ [میرے بھائی] کے عظیم لقب کو ان کے لیے استعمال فرمانا۔ اور یہ لقب آنحضرت ﷺ نے انہیں مواخات کے موقع پر عطا فرمایا تھا۔ اللہ کریم نے سچ فرمایا ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ ❷

۴: صاحب زادی کے رُوبرو ان کے رشتہ کے لیے حسن انتخاب کی خاطر مخلصانہ کوشش کا وضاحت اور اختصار سے تذکرہ فرمانا۔

۵: صاحب زادی کی خدمت اور دیکھ بھال کی خاطر آنے والی خوش نصیب خاتون کے لیے عظیم الشان دُعائیں دینا۔

---

❶ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب منه في فضلها و تزويجها بعلي رضی اللہ عنہما، ۹/ ۲۰۹۔ ۲۱۰. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے روایت کرنے والے صحیح کے راویان ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/ ۲۱۰). نیز ملاحظہ ہو: الطبقات الكبرىٰ ۸/ ۲۳۔ ۲۳.

❷ سورة القلم/ الآية ٤ . [اور بلاشبہ آپ تو ایک بہت بڑے خلق پر ہیں۔]

۶: بیٹی اور ان کے شوہر کے لیے اللہ تعالیٰ کے روبرو تکرار سے فریادیں کرنا۔

فَصَلَوَاتُ رَبِّيْ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ .

ب: بیٹی، داماد اور نواسوں رضی اللہ عنہم سے گندگی کی دوری اور خوب پاکیزگی کی دعا:

امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''نبی کریم ﷺ ایک صبح کالے بالوں کی بنی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے نکلے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، تو آپ ﷺ نے انہیں اس میں داخل کرلیا، پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے، وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، تو آنحضرت ﷺ نے انہیں بھی داخل فرمالیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے، تو آپ ﷺ نے انہیں بھی داخل فرمالیا۔ پھر آپ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد) پڑھا:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا[1]﴾[2]

[(اے) اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم سے گندگی دور کردیں اور تمہیں مکمل طور پر پاک کردیں]

اور ابن حبان کی روایت میں ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ان چاروں کو اپنے دائیں، بائیں اور آگے بٹھانے کے بعد مذکورہ بالا آیت کریمہ پڑھی اور کہا:

''اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي''[3]

---

[1] سورة الأحزاب / جزء من الآية ٣٣.

[2] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أهل بيت النبي ﷺ، رقم الحديث ٦١- (٢٤٢٤)، ٤/١٨٨٣.

[3] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابه رجالهم و نسائهم، ذكر الخبر المصرّح بأن هؤلاء الأربع الذين تقدّم ذكرنا لهم أهل البيت المصطفى ﷺ، جزء من رقم الحديث ٦٩٧٦، ١٥/٤٣٣.

(اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں)

تنبیہ:

اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ یہ چاروں شخصیات رضوان اللہ علیہم اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ ان کے سوا کوئی اور اہل بیت میں شامل نہیں، ازواج مطہرات قرآن کریم کی صریح نص کے ساتھ اور یہ چاروں صحیح حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ کی دعا کے ساتھ اہل بیت میں شامل ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کا ابتدائی حصہ اور اس سے پہلے والی آیت کریمہ بمعہ ترجمہ ذیل میں درج کی جارہی ہیں، تاکہ توفیقِ الٰہی سے بات اچھی طرح واضح ہو جائے۔

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

[اے نبی کی بیویو! تم کوئی عام عورتیں نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو، تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو، کہ جس کے دل میں بیماری ہے، طمع کر بیٹھے اور سیدھی سادی بات کرو۔ اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلے زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کے ساتھ نہ نکلا کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔

(اے) اہل بیت! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتے ہیں، کہ تم سے گندگی دور کر دیں اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دیں]

شیخ الحدیث محمد عبدہ الفلاح لکھتے ہیں:

آیت کا سیاق وسباق صاف بتا رہا ہے، کہ یہاں اہل بیت سے مراد نبی ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن ہیں، جیسا کہ [یٰنِسَآءَ النَّبِيِّ] اور اگلے خطاب سے معلوم ہوتا ہے۔ بعض روایات میں ہے، کہ جب آیت نازل ہوئی، تو آپ ﷺ نے فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان پر اپنا کمبل ڈال کر دعا کی: ''اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی دور فرما اور انہیں صاف ستھرا بنا دے۔''

اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں، کہ ازواج مطہرات اہل البیت میں سے نہیں ہیں، بلکہ اصل میں تو آیت ازواج مطہرات ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے اور ان کو تطہیر کی خوش خبری دی گئی ہے پھر آنحضرت ﷺ کی دعا سے حضرت فاطمہ، علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی اس میں شامل ہو گئے۔ [1]

ج: حسن رضی اللہ عنہ کے اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کی دعا:

نبی کریم ﷺ کی اس دعا کا ذکر متعدد احادیث میں آیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے تین احادیث ملاحظہ فرمایئے:

ا: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا، کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے کندھے پر تھے، اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے:

---

[1] اشرف الحواشي ص ٥٠٥، ف ٨ باختصار؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ١٨٤/١٤؛ وتفسير ابن كثير ٥٣١/٣ـ٥٥٣؛ وتفسير القرآن بكلام الرحمن ص ٥٣٦، هامش ١.

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ."

"اے اللہ! بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں، سو آپ بھی اس سے محبت کیجیے۔" [1]

امام ابن حبان نے اس حدیث پر اپنی کتاب میں درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ دُعَاءِ الْمُصْطَفٰى ﷺ لِلْحسن بن علی رضی اللہ عنہما بِالْمَحَبَّةِ] [2]

[مصطفیٰ ﷺ کی حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے (اللہ تعالیٰ کا) محبوب بننے کی دعا]

۲: امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"میں مدینہ [طیبہ] کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ واپس آئے، تو میں بھی واپس آ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا:

"أَيْنَ لُكَعُ؟

["چھوٹو کہاں ہے؟

اُدْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما."

حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بلاؤ۔"]

---

[1] متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث ۳۷۴۹، ۷/۹۴؛ وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث ۵۹۔(۲۴۲۲)، ۴/۱۸۸۳.

[2] الإحسان في تقریب صحیح ابن حبان، کتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة رجالهم ونسائهم، ۱۵/۴۱۶.

حسن بن علی رضی اللہ عنہما (آپ ﷺ کی طرف) چلتے ہوئے آئے اور ان کی گردن میں خوش بو دار لونگ کا ہار تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ اس طرح پھیلایا (انہیں گلے ملنے کے لیے) اور حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا ہاتھ اس طرح پھیلایا اور وہ آنحضرت ﷺ سے لپٹ گئے۔ آپ ﷺ نے کہا:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ.''

[''اے اللہ! بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں، سو آپ بھی اس سے محبت فرمایئے اور جو اس سے محبت کرے، اس سے محبت فرمایئے۔'']

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے بعد مجھے حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ پیارا کوئی نہ تھا۔'' [1]

۳: امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے:

أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ، وَيَقُوْلُ:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا.'' أَوْ كَمَا قَالَ.

[بلاشبہ آنحضرت ﷺ انہیں اور حسن رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر کہا کرتے تھے:

''اے اللہ! بے شک میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی ان دونوں سے محبت فرمایئے۔'' أو كما قال]

امام ابن حبان نے اپنی کتاب میں اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ إِثْبَاتِ مُحَبَّةِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا لِمُحِبِّي الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

[1] صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب السخاب للصبيان، رقم الحديث ٥٨٨٤، ١٠/٣٣٢.

رِضْوَانَ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا .] ❶

[حسن بن علی رضوان اللہ علیہما سے محبت کرنے والوں کے لیے اللہ جل وعلا کی محبت کا ذکر]

احادیث شریفہ سے مستفاد دو باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے محبت الٰہی کے حصول کی دعا متعدد مرتبہ کی۔ بلکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ ﷺ ان کے لیے یہ دعا کثرت سے کیا کرتے تھے۔

۲: آنحضرت ﷺ نے [حسن رضی اللہ عنہ کے اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے] کی دعا پر اکتفا نہ کیا، بلکہ یہ دعا بھی کی، کہ جو ان سے محبت کرے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جائے، تو اس طرح آپ ﷺ نے ضمنی طور پر امت کو اپنے نواسے سے محبت کرنے کی ترغیب دی۔ رضی اللہ عنہ. اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّهُ وَحُبَّ جَدِّهِ الْكَرِيْمِ ﷺ وَحُبَّكَ آمين يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ! ❷

د: حسن رضی اللہ عنہ کے لیے رحمتِ الٰہیہ کی دعا:

امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلٰى فَخِذِهِ، وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رضي الله عنهما عَلٰى فَخِذِهِ الْآخَرَ، ثُمَّ يَضُمُّهُمَا، ثُمَّ يَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا."

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ مناقب الصحابة رجالهم ونسائهم، ۱۵/ ۶۱۷.

❷ ترجمہ: "اے اللہ تعالیٰ! ہمیں ان کی، ان کے محترم نانا ﷺ اور اپنی محبت عطا فرمائیے۔ آمین یارب العالمین.

[''رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑ کر اپنی ایک ران پر بٹھاتے اور حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کو دوسری ران پر بٹھاتے، پھر ان دونوں کو ملاتے، پھر کہتے:

[''اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرمائیے، بے شک میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں] ❶

امام ابن حبان نے اپنی کتاب میں اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ دُعَاءِ الْمُصْطَفَى ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما بِالرَّحْمَةِ] ❷

[مصطفیٰ ﷺ کی حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے رحمت کی دعا کا ذکر]

حدیث شریف سے معلوم ہونے والی دو باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ کی حضرت اسامہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے شدید محبت کہ ان دونوں کو اپنی رانوں پر بٹھاتے۔

۲: آنحضرت ﷺ ان دونوں کے لیے رحمت الٰہیہ کے پانے کی دعا ایک دو مرتبہ نہیں، بلکہ کثرت سے کیا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ الفاظ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

ھ: حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کی دعا:

امام بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

''رسول اللہ ﷺ نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق (دعا کرتے ہوئے) کہا:

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب وضع الصبي على الفخذ، رقم الحديث ٦٠٠٣، ١٠/٤٣٤.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابه رجالهم ونسائهم، ١٥/٤١٥.

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا."

["اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، سو آپ (بھی) ان دونوں سے محبت فرمائیے۔"

آپ ﷺ نے مزید فرمایا

"وَمَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي." [1]

["اور جس شخص نے ان دونوں سے محبت کی، بے شک اس نے مجھ سے محبت کی۔"]

حدیث شریف سے معلوم ہونے والی بات:

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں پیارے نواسوں کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ، امت کو بھی ان سے محبت کرنے کی پُرزور ترغیب دی اور یہ ترغیب آپ ﷺ کے فرمان مبارک [جس شخص نے ان دونوں سے محبت کی، پس یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی] میں ہے۔

و: حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیے پناہِ الٰہی طلب کرنا:

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رضي الله عنهما، وَيَقُوْلُ:

"إِنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ عليهما السلام:

---

[1] مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب فیما اشترك فیه الحسن والحسین رضي الله عنهما، ۹/ ۱۸۰. حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق لکھا ہے: "اس کو بزار نے روایت کیا اور اس کی [سند جید] ہے۔" (المرجع السابق ۹/ ۱۸۰).

''أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ''

[نبی کریم ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لیے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ طلب کیا کرتے تھے اور (ساتھ) فرماتے: ''تمہارے باپ [یعنی جد امجد ابراہیم علیہ السلام] ان [کلمات] کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق کے لیے [اللہ تعالیٰ کی] پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

[ان کلمات کا ترجمہ یہ ہے): ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل تاثیر والے کلمات کے ساتھ ہر ایک شیطان، ہر زہریلے جانور اور ہر نقصان دینے والی نظرِ بد سے پناہ طلب کرتا ہوں] [1]

حدیث شریف سے مستفاد دو باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ کا اپنے پیارے نواسوں کے لیے پناہِ الٰہی کا طلب کرنا ایک آدھ مرتبہ نہیں، بلکہ کثرت سے تھا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ سے واضح ہے۔

۲: سابقہ انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کے ساتھ استحباب۔

(۵)

اولاد کی تعلیم کا اہتمام

نبی کریم ﷺ کی بحیثیت باپ سیرتِ طیبہ کے حوالے سے ایک نمایاں بات یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی اور ان کی اولاد کو تعلیم دینے کا اہتمام فرمایا۔ علاوہ ازیں نواسے نے بھی آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر دین کی باتوں کو سیکھا اور یاد کیا۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب، رقم الحديث ۳۳۷۱، ۶/۴۰۸.

اس بارے میں ذیل میں تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

۱: بیٹی کو صبح وشام پڑھنے والی دُعا کی تعلیم:

حضرات ائمہ نسائی، ابن السُّنّی اور حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''نبی کریم ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''مَا يَمْنَعُكِ أَنْ تَسْمَعِي مَا أُوصِيكِ بِهِ، أَنْ تَقُولِي إِذَا أَصْبَحْتِ وَإِذَا أَمْسَيْتِ:

يَا حَيُّ! يَا قَيُّومُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ، أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِي إِلَىٰ نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ.'' [1]

[''میں تمہیں جو وصیت کر رہا ہوں، اس کے سننے [یعنی اس کے مطابق عمل کرنے] سے تمہیں کیا چیز روک رہی ہے: یہ کہ تم صبح اور شام کے وقت کہو:

[يَا حَيُّ! يَا قَيُّومُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ، أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِي إِلَىٰ نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ.]

[ترجمہ: اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! ہر چیز کو قائم رکھنے والے! میں آپ

---

[1] السنن الکبریٰ، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، رقم الحدیث ۱۰۳۳۰، ۹/۲۱۱-۲۱۲؛ و کتاب عمل الیوم واللیلۃ للحافظ ابن السني، باب ما یقول إذا أصبح؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب الدعاء، ۱/۵۴۵. امام حاکم نے اس کو [صحیحین کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/۵۴۵؛ والتلخیص ۱/۵۴۵. الفاظِ حدیث السنن الکبریٰ اور المستدرک کے ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو: الأذکار للإمام النووي، باب ما یقول عند الصباح وعند المساء، ص ۱۲۶؛ و نتائج الأفکار في تخریج أحادیث الأذکار للحافظ ابن حجر ۲/۲۷۸-۲۷۹؛ و فتح الباری ۱۱/۳۱. حافظ ابن حجر، اور شیخ عبدالقادر ارناؤط نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۲۷۹؛ وھامش الأذکار ص ۱۲۶). نیز ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۰/۱۱۷.

ہی کی رحمت کے ساتھ آپ سے مدد طلب کرتی ہوں۔ میری ہر حالت کی اصلاح فرما دیجیے اور مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے سپرد نہ کیجیے۔"

حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو صبح و شام پڑھنے والی دُعا بتلائی اور اس کے پڑھنے کی پر زور تاکید فرمائی۔

ب: بیٹی کو خادم سے بہتر دعا کی تعلیم:

حضرات ائمہ مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"فاطمہ رضی اللہ عنہا خادم طلب کرنے کی خاطر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئیں، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: "مَا عِنْدِيْ مَا أُعْطِيْكِ."

"میرے پاس تجھے دینے کے لیے (کچھ) نہیں ہے۔"

وہ واپس چلی گئیں۔

پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور پوچھا:

"اَلَّذِيْ سَأَلْتِ أَحَبُّ إِلَيْكِ، أَوْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟"

["تمہیں وہ چیز زیادہ پسند ہے، جو تم نے طلب کی ہے، یا اس سے بہتر چیز"]

علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

"قُوْلِيْ: لَا بَلْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ."

آپ کہیے: "نہیں" بلکہ وہ چیز (پسند ہے)، جو کہ اس سے بہتر ہے۔"

انہوں [یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا] نے (ایسے ہی) کہا۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم کہو:

''اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ! رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَيْءٍ! مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ! أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَيْءٌ. اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ.'' [1]

[''اے اللہ ساتوں آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے رب! [اے] ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! [اے] تورات، انجیل اور قرآن عظیم نازل فرمانے والے! آپ اول ہیں، کہ آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، آپ آخر ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، آپ ظاہر ہیں، کہ کوئی چیز آپ سے اوپر نہیں، آپ باطن ہیں، کہ کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں، ہماری طرف سے قرض ادا کر دیجئے اور ہمیں فقر سے غنی فرما دیجئے۔'']

حدیث شریف سے مستفاد پانچ باتیں:

۱: اولاد کی تعلیم و تربیت ان کو ساز و سامان دینے سے بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب ما یقول عند النوم وأخذ المضجع، رقم الحدیث ٦٣۔ (٢٧١٣)، ٤/٢٠٨٤؛ وجامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب، رقم الحدیث ٣٧١٢، ٩/١٨؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الدعاء، باب دعاء رسول الله ﷺ، رقم الحدیث ٣٨٧٦؛ ٢/٣٤١-٣٤٢؛ والمستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ٣/١٥٦-١٥٧. الفاظ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ امام حاکم نے اپنی روایت کردہ حدیث کو [بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ٣/١٥٧؛ والتلخیص ٣/١٥٧). شیخ البانی نے ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت کردہ حدیثوں کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ٣/١٦٤؛ وصحیح ابن ماجه ٢/٣٢٥).

نے مذکورہ بالا دعا سکھلانے سے پیشتر واضح طور پر بیان فرمایا، کہ اس کا سیکھنا خادم کے ملنے سے بہتر ہے۔ افسوس کہ ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں، کہ بیٹی سے ان کے تعلق کا معیار اس کو سازوسامان مہیا کرنا ہے۔ ان کی نظر میں تعلیم و تربیت کی کوئی خاص اہمیت و وقعت نہیں۔

۲: بیٹی کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ اس کی شادی سے منقطع نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ دعا ان کی شادی کے بعد سکھلائی۔

۳: آنحضرت ﷺ کا اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم کی غرض سے ان کے ہاں تشریف لے جانا۔[1]

۴: دورانِ تعلیم آنحضرت ﷺ کا اسلوب استفہام استعمال فرمانا، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں وہ چیز زیادہ پسند ہے، جو تم نے طلب کی ہے، یا اس سے بہتر چیز؟''[2]

۵: مطلوبہ چیز نہ دینے کی صورت میں اس کا نعم البدل دینا۔ آنحضرت ﷺ نے خادم کی بجائے اس سے بہتر چیز یعنی مذکورہ بالا دعا سکھلائی۔ تعلیم و تربیت میں اس کی اہمیت اہل فکر و نظر سے مخفی نہیں۔

ج: نواسے رضی اللہ عنہ کو دعائے قنوت سکھانا:

حضرات ائمہ احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ابن حبان نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

---

[1] اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے راقم السطور کی کتاب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم، صفحات ۶۰ ـ ۷۰ ملاحظہ فرمایئے۔

[2] اس بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۳۲۵ ـ ۳۳۳.

"عَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُوْلُهُنَّ فِي الْوَتْرِ."

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے کلمات سکھلائے، کہ میں انہیں (نماز) وتر میں پڑھا کروں۔"

"اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ." [1]

[اے اللہ! مجھے ہدایت دیجئے، ان لوگوں میں سے، جنہیں آپ نے ہدایت دی اور مجھے عافیت دیجئے، ان لوگوں میں سے، جنہیں آپ نے عافیت دی اور میری نگہبانی فرمایئے، ان لوگوں میں سے، جن کی آپ نے نگہبانی فرمائی اور جو کچھ آپ نے عنایت فرمایا، اس میں برکت فرمایئے

---

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ١٧٢٧، ٣/١٧١؛ وسنن أبي داود، كتاب الصلاة، تفريع أبواب الوتر، باب القنوت في الوتر، جزء من رقم الحديث ١٤٢٢، ٤/٢١١-٢١٢؛ وجامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ما جاء في القنوت في الوتر، رقم الحديث ٤٦٣، ٢/٤٦٠؛ وسنن النسائي، كتاب قيام الليل وتطوّع النهار، باب الدعاء في الوتر، ٣/٢١٨؛ وسنن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلاة، باب ما جاء في القنوت في الوتر، رقم الحديث ١١٦٧، ١/٢١٣؛ وسنن الدارمي، كتاب الصلاة، باب الدعاء في القنوت، رقم الحديث ١٦٠١؛ ١/٣١٢؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقاق، باب الأدعية، ذكر الأمر بسؤال العبد ربّه جل وعلا الهداية والعافية والولاية فيمن رزق إياها، جزء من رقم الحديث ٩٤٥، ٣/٢٢٥. امام ترمذی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور ہم قنوت کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے اس سے کسی اچھی چیز کو نہیں جانتے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٢/٤٦١)؛ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ١/٢٦٧؛ وصحيح سنن الترمذي ١/٣٨٠؛ وصحيح سنن ابن ماجه ١/١٩٤)؛ نیز ملاحظہ ہو: إنجاز الحاجة ٤/٥١٧-١٨. الفاظ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔

اور آپ نے جو فیصلہ فرمایا، اس کے شر سے مجھے بچا لیجئے۔ بے شک آپ فیصلہ کرتے ہیں، آپ پر فیصلہ نہیں کیا جاتا اور بلاشبہ وہ ذلیل نہیں ہوتا، جس کی آپ سرپرستی فرمائیں اور وہ عزت نہیں پاتا، جس سے آپ دشمنی کریں۔ آپ بابرکت اور بلند و بالا ہیں۔]

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نواسے کو دعائے قنوت سکھلائی۔ علاوہ ازیں آنحضرت نے یہ دعا صرف حسن رضی اللہ عنہ ہی کو نہ سکھلائی، بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی پڑھائی۔ نیز اس کی تعلیم صرف ایک مرتبہ نہیں، بلکہ متعدد مرتبہ دی۔ بعض روایات میں ہے، کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

"وَكَانَ يُعَلِّمُنَا هٰذَا الدُّعَاءَ" [1]

["اور آنحضرت ﷺ ہمیں یہ دعا سکھلایا کرتے تھے۔"]

اور دکھ کی بات یہ ہے، کہ بہت سے دین سے تعلق رکھنے والے اس بارے میں غفلت اور کوتاہی کا شکار ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں، کہ نواسوں اور نواسیوں سے تعلق ان کے ساتھ لاڈ پیار کرنے، ان کی ضیافت کرنے اور تحائف دینے میں محدود ہے۔

د: نواسے کا نبی کریم ﷺ سے براہ راست دین کی باتیں سیکھنا:

اس بارے میں دو مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام ابن حبان نے ابوالحوراء سعدی سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے عرض کیا:

"حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ حَفِظْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، لَمْ يُحَدِّثْكَ

[1] ملاحظہ ہو: المسند، جزء من رقم الحديث ۱۷۲۷، ۳/۲۵۲؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ۳/۲۲۵. شیخ ارناؤط اور ان کے رفقاء نے المسند کی [سند] اور شیخ ارناؤط نے صحیح ابن حبان کی [سند کو صحیح] قرار دیا۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳/۲۵۲؛ وهامش الإحسان ۳/۲۲۵).

بِهِ أَحَدٌ."

"میرے لیے وہ چیز بیان کیجئے، جس کو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا ہو، کسی اور نے آپ سے وہ (چیز) بیان نہ کی ہو۔"

انہوں (یعنی ابوالحوراء) نے کہا: "انہوں نے بیان کیا:

"سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "دَعْ مَا يُرِيْبُكَ إِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ."

قَالَ: "اَلْخَيْرُ طُمَانِيْنَةٌ وَالشَّرُّ رِيْبَةٌ." ❶

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"جو چیز تجھے شک میں ڈالے، اس کو چھوڑ کر وہ [چیز لے لو] جو تجھے شک میں مبتلا نہ کرے۔"

آنحضرت ﷺ نے (یہ بھی) فرمایا: "خیر (دل کے لیے باعث) اطمینان ہے اور شر (سببِ) قلق ہے۔"

۲: امام احمد نے ابوالحوراء سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"ہم حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس تھے، تو ان سے پوچھا گیا:

مَا عَقَلْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ أَوْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟"

"آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کون سی بات (عقل وشعور کی عمر میں) سیکھی؟"

انہوں نے بیان کیا: "وَعَقَلْتُ مِنْهُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ." ❷

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الورع والتوكّل، ذكر الزجر عما يريب المرء من أسباب هذه الدنيا الفانية الزائلة، جزء من رقم الحديث ٧٢٢، ٤٩٨/٢. شیخ ارناؤوط نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ: هامش الإحسان ٤٩٩/٣).

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ١٧٢٥، ٢٥٠/٣ ـ ٢٥١. حافظ ہیثمی نے اس کے [راویان کو ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٩٠/٣)؛ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس ←

''اور میں نے آنحضرت ﷺ سے (عقل و شعور کی عمر میں) پانچوں نمازیں سیکھیں۔''

مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ رسول کریم ﷺ کے پیارے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہونے پر، آپ سے دین کی باتیں سیکھیں۔

نوٹ: اس بارے میں چوتھی مثال یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی اور داماد دونوں کو خادم کی بجائے نماز کے بعد اور بستر پر آنے کے بعد پڑھنے والے کلمات سکھلائے۔ [1]

(۶)

نواسوں کو کھلانا ہنسانا

نبی کریم ﷺ کی بحیثیت باپ سیرت میں ایک نمایاں بات یہ بھی تھی، کہ آپ ﷺ اپنے نواسوں کو ہنساتے، بہلاتے اور انہیں شگفتہ اور خوش رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ ذیل میں اس سلسلے میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیے:

ا: دونوں ہاتھ پھیلائے نواسے کو پکڑنے کی خاطر اس کے پیچھے جانا:

حضرات ائمہ احمد، بخاری، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت یعلی عامری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کھانے کی دعوت کے لیے نکلے۔

انہوں نے بیان کیا:

← کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (هامش المسند ۳/ ۲۵۱).

[1] اس کی تفصیل اور حوالہ کتاب کے صفحات ۹۰۔۹۳ میں ملاحظہ فرمائیے۔

"فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَامَ الْقَوْمِ، وَحُسَيْنٌ رضی اللہ عنہ مَعَ الْغِلْمَانِ يَلْعَبُ، فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذَهُ. فَطَفِقَ الصَّبِيُّ يَفِرُّ هَاهُنَا مَرَّةً، وَهَاهُنَا مَرَّةً، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُضَاحِكُهُ حَتَّى أَخَذَهُ."

["رسول اللہ ﷺ لوگوں سے آگے بڑھے اور حسین رضی اللہ عنہ (راستے میں) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ (1) رسول اللہ ﷺ نے انہیں پکڑنا چاہا، تو بچے نے کبھی ادھر کبھی ادھر بھاگنا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ انہیں ہنساتے رہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے انہیں پکڑ لیا۔" (2)]

انہوں نے بیان کیا:

"فَوَضَعَ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ قَفَاهُ، وَالْأُخْرَى تَحْتَ ذَقْنِهِ، فَوَضَعَ فَاهُ عَلَى فِيْهِ يُقَبِّلُهُ، فَقَالَ:

"حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ. أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا. حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ."

[آنحضرت ﷺ نے ایک ہاتھ ان کی گدی پر اور دوسرا ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، پھر اپنے دہن (مبارک) کو ان کے منہ پر رکھ کر انہیں چومنا شروع کر دیا۔ اور فرمایا:

---

(1) الأدب المفرد میں ہے: "فإذا حُسَيْنٌ رضی اللہ عنہ يَلْعَبُ فِي الطَّرِيْق". (الأدب المفرد، باب معانقة الصبي، جزء من رقم الحديث ٣٦٦، ص ١٣٣). [اس وقت حسین رضی اللہ عنہ راستہ میں کھیل رہے تھے)۔ نیز ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجه، جزء من رقم الحديث ١٣١، ٢٨/١).

(2) سنن ابن ماجہ میں ہے: "وبسط يديه". (سنن ابن ماجه، جزء من رقم الحديث ١٣١، ٢٨/١). [اور آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیے]؛ نیز ملاحظہ ہو: الأدب المفرد، باب معانقة الصبي، رقم الحديث ٣٦٦، ص ١٣٣-١٣٤.

''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں اس سے ہوں، حسین سے محبت کرنے والے سے اللہ تعالیٰ محبت کریں۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے] [1]

اللہ اکبر! نواسہ کو بہلانے اور ہنسانے کا کس قدر اہتمام ہے! آنحضرت ﷺ لوگوں سے آگے بڑھتے ہیں، حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سب لوگوں کے روبرو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر ان کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں، یہاں تک کہ انہیں پکڑ لیتے ہیں۔

پھر کس قدر پیار و شفقت ہے! ایک مبارک ہاتھ ان کی گدی پر، دوسرا ان کی ٹھوڑی کے نیچے اور پھر اپنے دہن مبارک کو ان کے منہ پر رکھ کر بوسے دینے شروع کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی اعلان فرماتے ہیں: ''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں اس سے۔''

نواسے سے صرف خود ہی محبت نہیں کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر کے [حسین سے محبت کرنے والے سے اللہ تعالیٰ محبت کریں] پوری امت کو ان سے محبت کی ترغیب دے رہے ہیں۔

پھر اپنے لاڈ پیار اور محبت کا سبب بیان فرما رہے ہیں، کہ حسین رضی اللہ عنہ نواسوں سے ایک نواسہ ہے۔ فصلوات ربي وسلامه عليه، ورضي الله عنه وأرضاه

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٧٥٦١، ٢٩/ ١٠٢-١٠٣؛ والأدب المفرد، باب معانقة الصبي، رقم الحديث ٣٦٦، ص ١٣٣-١٣٤؛ وسنن ابن ماجه، المقدّمة، فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، رقم الحديث ١٣١، /٢٨؛ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابه رجالهم ونسائهم، ذكر إثبات محبة الله عزوجل لمحي الحسين بن علي رضي الله عنهما، رقم الحديث ٦٩٧١، ١٥/ ٢٤٧-٢٤٨؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ٣/ ١٧٧. الفاظِ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [صحیح الإسناد] اور حافظ ذہبی نے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ٣/ ١٧٧، والتلخيص ٣/ ١٧٧). حافظ بوصیری نے سنن ابن ماجہ کی [سند کو حسن] اور [راویان کو ثقہ] قرار دیا ہے، اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مصباح الزجاجة ١/ ٦٣؛ وصحيح سنن ابن ماجه ١/ ٣٠).

وَجَعَلَنَا اللّٰهُ تَعَالَى مِنْ مُحِبِّي حُسَيْنٍ رضی اللہ عنہ . آمين يَا ذَالْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ .

ب: نواسوں کے لیے اپنی زبان مبارک کو باہر نکالنا:

امام ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْلَعُ لِسَانَهُ لِلْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہ ، فَيَرَى الصَّبِيُّ حُمْرَةَ لِسَانِهِ ، فَيَهُشُّ إِلَيْهِ ."

[نبی کریم ﷺ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی زبان باہر نکالا کرتے تھے۔ بچہ آنحضرت ﷺ کی زبان کی سرخی کو دیکھتا، تو وہ مسرور ہو کر آپ ﷺ کی طرف لپکتا]

عیینہ بن بدر نے آنحضرت ﷺ سے کہا: "أَلا أَرَاهُ يُصْنَعُ هٰذَا بِهٰذَا، فَوَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَيَكُونُ لِيَ الْوَلَدُ قَدْ خَرَجَ وَجْهُهُ، وَمَا قَبَّلْتُهُ قَطُّ."

["میں اس [بچے] کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ اللہ کی قسم! میرا لڑکا ہوتا ہے اور اس کا چہرہ نکل چکا ہوتا ہے، [1] لیکن میں نے اسے کبھی بوسہ نہیں دیا۔"]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ." [2]

---

[1] شاید اس سے مراد یہ ہے، کہ وہ قدرے بڑا ہو چکا ہوتا ہے۔

[2] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ مناقب الصحابة رجالهم ونسائهم ١٥/٤٣١ . شیخ شعیب ارناؤط نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (هامش الإحسان ١٥/٤٣١).

[''جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'']

اس حدیث شریف سے نبی کریم ﷺ کا اپنے نواسے کو بہلانے اور ہنسانے کا شوق واضح ہے۔

امام ابن حبان نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ مُلَاعَبَةِ الْمُصْطَفَى ﷺ لِلْحُسَيْنِ بن علي بن أبي طالب رضوان الله عليهما] [1]

[مصطفیٰ ﷺ کے حسین بن علی بن اَبی طالب رضوان اللہ علیہما کو کھلانے کا ذکر]

حدیث شریف کے حوالے سے تین باتیں:

۱: نبی کریم ﷺ اپنے نواسے کو شگفتہ اور خوش کرنے کے لیے یہ طرز عمل ایک آدھ مرتبہ نہیں، بلکہ کثرت سے اختیار فرماتے تھے۔ الفاظِ حدیث ہیں:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْلَعُ لِسَانَهُ لِلْحُسَيْنِ رضی اللہ عنہ ......"

[نبی کریم ﷺ اپنی زبان حسین رضی اللہ عنہ کے لیے نکالا کرتے تھے......]

۲: آنحضرت ﷺ نے اس طرزِ عمل کو نامناسب سمجھنے والے کی رائے کو غلط قرار دیا اور ضمنی طور پر بتلایا، کہ اولاد پر شفقت ارحم الراحمین کی رحمت کو پانے کی چابی ہے اور اس سے محروم اللہ رب العزت کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔

۳: آنحضرت ﷺ اپنے دوسرے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی طرزِ عمل اختیار فرماتے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

[1] الاحسان في تقريب صحيح ابن حبان ١٥/ ٤٣١.

بیان کیا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُدْلِعُ لِسَانَهُ لِلْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما ، فَيَرَى الصبِيُّ حُمْرَةَ لِسَانِهِ فَيَبْهَشُّ إِلَيْهِ ."❶

[رسول اللہ ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے اپنی زبان نکالتے، بچہ آنحضرت ﷺ کی زبان کی سرخی کو دیکھتا، تو شاداں و فرحاں ہو کر آپ ﷺ کی طرف لپکتا]۔

ج: دورانِ سجدہ نواسوں کو پشت مبارک پر سوار ہونے دینا:

نبی کریم ﷺ اپنے نواسوں کی خوشی کی خاطر انہیں حالت نماز میں بھی اپنی پشت مبارک پر سوار ہونے دیتے۔ اس بارے میں تین روایات ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: حسن رضی اللہ عنہ کا گردن اور پشت مبارک پر کود کر چڑھ جانا:

امام احمد اور امام ابن حبان نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا ، وَكَانَ الْحَسَنُ رضی اللہ عنہ يَجِيْءُ ، وَهُوَ صَغِيْرٌ ، فَكَانَ كُلَّمَا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَ عَلٰى رَقَبَتِهِ وَظَهْرِهِ ، فَيَرْفَعُ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ رَفْعًا رَفِيْقًا حَتّٰى يَضَعَهُ ."

["رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حسن رضی اللہ عنہ آتے، اور

---

❶ أخلاق النبي ﷺ ص ٧٨. شیخ زہیر شاویش اور شیخ ارناؤط نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش شرح السنة ١٣/ ٣٦).

تب وہ چھوٹے تھے اور جب بھی رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے، تو وہ کود کر آپ ﷺ کی گردن اور پشت پر چڑھ جاتے۔ نبی کریم ﷺ آرام سے سر اٹھا کر انہیں (زمین پر) بٹھا دیتے۔''

انہوں [یعنی حضرات صحابہ] نے عرض کیا:

''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنَّکَ تَصْنَعُ بِھٰذَا الْغُلَامِ شَیْئًا مَا رَأَیْنَاکَ تَصْنَعُہُ بِأَحَدٍ۔''

[''یارسول اللہ! بلاشبہ آپ اس بچے کے ساتھ ایسا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں، جو کہ ہم نے کسی اور کے ساتھ آپ کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّهُ رَیْحَانَتِي مِنَ الدُّنْیَا، إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَیِّدٌ، وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ یُصْلِحَ بِهِ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔''[1]

[''بے شک وہ دنیا میں میری خوشبو ہے۔ یقیناً میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کروا دیں۔'']

حدیث شریف کے الفاظ: [جب بھی رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے، وہ جست لگا کر آپ ﷺ کی گردن اور پشت پر چڑھ جاتے] سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۲۰۴۴۸، ۳۴/۹۸۔۹۹؛ والإحسان في تقریب صحیح ابن حبان، کتاب إخبارہ ﷺ عن مناقب الصحابة، رجالهم ونسائهم، ذکر قول المصطفی ﷺ للحسن بن علي رضي الله عنهما إنه ریحانته من الدنیا، رقم الحدیث ۶۹۶۴، ۱۵/۴۱۸۔۴۱۹. الفاظِ حدیث صحیح ابن حبان کے ہیں۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے المسند کی [حدیث کو صحیح] کہا ہے اور شیخ ارناؤط نے صحیح ابن حبان کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ۱۵/۴۱۹).

حضرت حسن رضی اللہ عنہ دورانِ نماز آنحضرت ﷺ کی پشت اور گردن مبارک پر کثرت سے کود کر چڑھ جاتے تھے۔

۲: حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں کا پشت مبارک پر کود کر چڑھنا:

دورانِ نماز نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پر چڑھنے والے حضرت حسن رضی اللہ عنہ تنہا نہ رہے۔ جب ان کے برادرِ اصغر حضرت حسین رضی اللہ عنہما مسجد میں پہنچ پانے کی عمر کو پہنچے، تو وہ بھی اپنے بڑے بھائی کے ساتھ اپنا شوق پورا کرتے۔ اگر کوئی ان کے شوق کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا چاہتا، تو آنحضرت ﷺ اشارہ سے اس کو روک دیتے۔ امام ابو یعلی نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ ، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رضي الله عنهما عَلٰى ظَهْرِهِ ، فَإِذَا أَرَادُوْا أَنْ يَمْنَعُوْهُمَا أَشَارَ إِلَيْهِمْ: "أَنْ دَعُوْهُمَا."

فَإِذَا قَضَى الصَّلَاةَ وَضَعَهُمَا فِيْ حُجْرِهِ، قَالَ:

"مَنْ أَحَبَّنِيْ فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ." [1]

["رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کرتے، تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما جست لگا کر آپ ﷺ کی پشت پر چڑھ جاتے۔ جب صحابہ انہیں منع کرنا چاہتے، تو آنحضرت ﷺ انہیں اشارہ کرتے: "ان دونوں کو چھوڑ دو (یعنی اپنا شوق پورا کرنے دو)۔"

پھر جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوتے، تو ان دونوں کو اپنی گود میں

---

[1] مسند أبي يعلى، رقم الحديث ٥٢ـ (٥٠١٧)، ٨/٤٣٤. شیخ حسین سلیم اسد نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٨/٤٣٤).

بٹھا لیتے اور فرماتے:

[''جو مجھ سے محبت کرتا ہے، اس کو چاہیے کہ ان دونوں سے محبت کرے۔'']

حدیث شریف سے مستفاد باتیں:

I: آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک پر دورانِ نماز حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا سوار ہونا صرف ایک آدھ مرتبہ نہ تھا، بلکہ وہ کثرت سے ایسا کرتے تھے۔

II: آنحضرت ﷺ اس بنا پر دونوں نواسوں رضی اللہ عنہما سے خفا نہ ہوتے، بلکہ جو انہیں روکنے کا ارادہ کرتا، اس کو اشارہ سے منع فرما دیتے۔ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ازراہِ شفقت و پیاران دونوں کو اپنی گود مبارک میں بٹھا لیتے۔ کتنی عظیم تھی وہ گود! اور کس قدر شان و عظمت والے ہیں اس گود میں بیٹھنے والے! رضی اللہ عنہما۔

III: آنحضرت ﷺ اپنے چاہنے والوں کو حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے کی تلقین فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّ نَبِيِّكَ الْكَرِيْمِ ﷺ وَحُبَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. آمِيْن يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ! [1]

۳: نواسے کو طویل وقت تک پشت مبارک پر سوار رہنے دینا:

حضرات ائمہ احمد، نسائی اور حاکم نے حضرت شداد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ إِحْدَيْ صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ: الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ، وَهُوَ حَامِلُ الْحَسَنَ أَوِ الْحُسَيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهُ، ثُمَّ كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ، فَسَجَدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِهِ سَجْدَةً أَطَالَهَا.''

[1] ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنے نبی کریم ﷺ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی محبت نصیب فرمائیے۔ آمین یاحي یاقیوم۔

[رسول اللہ ﷺ پچھلے پہر کی دو نمازوں: ظہر یا عصر میں سے ایک کے لیے، حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے، ہمارے پاس تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ آگے بڑھے، انہیں (یعنی بچے کو) (زمین پر) بٹھا دیا اور [اللہ اکبر] کہہ کر نماز شروع کر دی۔ دورانِ نماز آنحضرت ﷺ نے ایک لمبا سجدہ کیا۔''

انہوں [یعنی شداد رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا:

"إِنِّيْ رَفَعْتُ رَأْسِيْ، فَإِذَا الصَّبِيُّ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ سَاجِدٌ. فَرَجَعْتُ فِيْ سُجُوْدِيْ."

[بے شک میں نے اپنا سر اٹھایا، (دیکھا کہ) بچہ رسول اللہ ﷺ کی پشت پر تھا، اور آپ ﷺ حالتِ سجدہ میں تھے، تو میں واپس اپنے سجدہ میں چلا گیا۔''

جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کر لی، تو لوگوں نے عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ سَجَدْتَّ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ صَلَاتِكَ هٰذِهِ سَجْدَةً قَدْ أَطَلْتَهَا، فَظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ أَوْ أَنَّهُ يُوْحَى إِلَيْكَ."

[''یا رسول اللہ! آپ نے بے شک دوران نماز اس قدر طویل سجدہ کیا، کہ ہم نے سمجھا کہ، کوئی حادثہ پیش آ چکا ہے [1] یا آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور بیماری کی طرف اشارہ ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٢٥/٤٢٠).

"فَكُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ، وَلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي، فَكَرِهْتُ أَنْ أُعْجِلَهُ، حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ." ❶

["ایسی تو کوئی بات (بھی) نہ تھی، لیکن میرے بیٹے نے مجھے سواری بنا رکھا تھا، اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا، کہ اس کو اپنی خواہش پورا کرنے سے پہلے ہی جلدی میں ڈال دوں (اور وہ میری پشت سے بادلِ نخواستہ نیچے اتر جائے)"]

اللہ اکبر! آنحضرت ﷺ کو اپنے نواسے سے کس قدر محبت تھی، کہ انہیں اٹھائے ہوئے نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں تشریف لاتے ہیں اور پھر انہیں خوش کرنے کا کس قدر اہتمام، کہ اپنی پشت مبارک پر ان کے سوار ہونے کی وجہ سے سجدہ اس قدر طویل کیا، کہ حضرات صحابہ کو خود آنحضرت ﷺ کے بارے میں فکر لاحق ہوگیا۔ فَصَلَوَاتُ رَبِّيْ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

(۷)

بیٹیوں کی عائلی زندگی سے تعلّق

سیرتِ طیبہ کے حوالے سے ایک نمایاں بات یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ اپنی مشغول ترین زندگی کے باوجود اپنی صاحبزادیوں کی عائلی زندگی کی طرف خوب توجہ دیتے۔ اس بارے میں ذیل میں چھ شواہد ملاحظہ فرمائیے:

---

❶ المسند، ۱۶۰۳۳، ۲۵/۴۱۹ـ ۴۲۰؛ والسنن الکبری، کتاب الصلاۃ، هل یجوز أن تکون سجدةٌ أطول من سجدة؟، رقم الحدیث ۷۳۰، ۱/۳۶۶؛ والمستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ۳/۱۶۶ـ ۱۶۷. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ۳/۱۶۷؛ والتلخیص ۳/۱۶۷). شیخ ارناؤط اور ان کے رفقاء نے المسند کی [سند کو صحیح اور اس کے راویوں کو ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۵/۴۲۰).

ا: بیٹی رضی اللہ عنہا کی شادی کرنا:

اس بارے میں توفیقِ الٰہی سے ذیل میں دو روایات پیش کی جارہی ہیں:

ا: حضرات ائمہ ابن سعد، ابن السُّنِّی، طبرانی اور بزار نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

''انصار کے کچھ لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

" عِنْدَكَ فَاطِمَةُ ، تَأْتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ " ❶

''آپ کے پاس فاطمہ۔ رضی اللہ عنہا۔ ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جایئے۔'' (یعنی ان سے رشتہ دینے کی درخواست کیجیے)۔

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" مَا حَاجَةُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ؟"

''ابن ابی طالب کی حاجت کیا ہے؟''

انہوں نے عرض کیا:

" ذَكَرْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ."

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی۔ رضی اللہ عنہا۔ کا ذکر کیا۔'' ❷

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" مَرْحَبًا وَأَهْلًا ."

" مَرْحَبًا وَ أَهْلًا." ❸

---

❶ امام البزار کی روایت میں ہے: لَوْ خَطَبْتَ فَاطِمَةَ ــ رضی اللہ عنہا ــ (منقول از: مجمع الزوائد ۹/ ۲۰۹). [اگر آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کریں۔]

❷ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے از راہِ حیا اس طرح گزارش پیش کی۔ مقصود یہ تھا، کہ میں آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں ان کا رشتہ طلب کرنے کی درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں۔

❸ یعنی خوش آمدید اور تم اپنے ہی گھر میں آئے ہو۔

آنحضرت ﷺ نے اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان انصاری لوگوں کے پاس گئے، جو ان کا انتظار کر رہے تھے۔

انہوں نے پوچھا:

"مَا وَرَاءَكَ؟"

''آپ کے پیچھے کیا ہے؟'' [1]

انہوں نے کہا:

"مَا أَدْرِيْ غَيْر أَنَّهُ قَالَ لِيْ : "مَرْحَبًا وَّ أَهْلًا ."

''مجھے (کچھ) پتہ نہیں، سوائے اس بات کے، کہ بے شک آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "مَرْحَبًا وَّ أَهْلًا"

انہوں نے کہا:

"يَكْفِيْكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَاهُمَا ، أَعْطَاكَ الْأَهْلَ أَعْطَاكَ الْمَرْحَبَ ." [2]

''رسول اللہ ﷺ کی جانب سے تو آپ کے لیے ان دونوں میں سے ایک (ہی) کافی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تو آپ کو أَهْلًا اور مَرْحَبًا دونوں ہی عطا فرمائے ہیں۔''

---

[1] یعنی کیا کر کے واپس پلٹے ہو؟

[2] الطبقات الکبریٰ، ۸/ ۲۱؛ و کتاب عمل اليوم والليلة للحافظ ابن السُّنّی، باب ما يقول الرجل لمن يخطب إليه، رقم الحديث ۶۰۵، ۲۱۳ ـ ۲۱۴؛ ومجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب منه في فضلها و تزويجها بعلي رضی اللہ عنہما، ۹/ ۲۰۹. الفاظِ حدیث الطبقات الکبریٰ کے ہیں۔ حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور بزار نے بھی قریب قریب انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے راویان سوائے عبدالکریم بن سلیط کے [صحیح کے روایت کرنے والے] ہیں، اور ابن حبان نے انہیں [ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/ ۲۰۹)؛ شیخ البانی نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: آداب الزفاف ص ۱۰۲).

ب: امام حمیدی اور امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"أَرَدْتُ أَنْ أَخْطُبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ابْنَتَهُ، فَقُلْتُ: مَالِيْ مِنْ شَيْءٍ، فَكَيْفَ؟"

[''میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی صاحبزادی کا رشتہ طلب کرنے کا ارادہ کیا، تو میں نے (اپنے دل میں) کہا: ''میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، تو کیسے (میں یہ رشتہ طلب کروں)؟''']

ثُمَّ ذَكَرْتُ صِلَتَهُ وَعَائِدَتَهُ، فَخَطَبْتُهَا إِلَيْهِ."

[''پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی صلہ رحمی اور احسانات کو یاد کیا، تو میں نے آنحضرت ﷺ سے ان کا رشتہ طلب کرلیا'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ؟" ''کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟''

میں نے عرض کیا: ''نہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے پوچھا:

"فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ الَّتِيْ أَعْطَيْتُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟"

[''تمہاری حطمی زِرہ کہاں ہے، جو کہ میں نے تمہیں فلاں فلاں دن دی تھی؟]

میں نے عرض کیا: وہ (تو) میرے پاس ہے؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "فَأَعْطِنِيْهَا." [1]

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۶۰۳، ۲/ ۴۱. شیخ شعیب ارناؤط اور ان کے رفقاء نے اس کو [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ھامش المسند ۲/ ۴۱).

''پس وہی اس کو دے دو۔''

مسند الحمیدی میں ہے: انہوں نے بیان کیا:

"فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا ، فَزَوَّجَنِيهَا ." ❶

[''پس میں نے وہ آنحضرت ﷺ کو پیش کردی، تو آپ ﷺ نے ان (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا) کی شادی مجھ سے کردی۔'']

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ ہی سے آپ کی صاحبزادی کا رشتہ طلب کیا اور آپ ﷺ نے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں گفتگو فرما کر ان سے اپنی بیٹی کی شادی کی۔

پہلی روایت سے معلوم ہونے والی دو باتیں:

ا: آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا رشتہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کو دیتے ہوئے ان کی تکریم فرمائی۔ آپ ﷺ نے اپنی موافقت کا اظہار کس قدر خوبصورت انداز میں (مرحباً وَّ أَهْلًا) کے الفاظِ مبارکہ سے فرمایا۔

ایسے موقع پر شیخی بھگارنا، احسان جتلانا اور آنے والے کو نیچا دکھانا، جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے، اپنی بیٹی کے لیے ایسے کانٹے بونا ہے، جو کہ بیچاری کو شاید تا عمر چننے پڑیں۔

۲: آنحضرت ﷺ نے اس کے علاوہ اور کچھ نہ فرمایا۔ اور شاید اس میں اُمت کے لیے یہ نصیحت ہے، کہ رشتہ طلب کرنے والے سے سابقہ آگاہی اور اطمینان کی صورت میں زیادہ گفتگو کی بجائے اختصار پسندیدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

ب: داماد رضی اللہ عنہ کو ولیمہ کی تلقین:

امام احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

❶ مسند الحمیدی، جزء من رقم الحدیث ۳۸، ۱/۲۳.

’’جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا، تو رسول اللہ ﷺ فرمایا:

”إِنَّهُ لَابُدَّ لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيمَةٍ .“

[’’بے شک شادی کے لیے ولیمہ ضروری ہے‘‘]

انہوں نے بیان کیا: سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ’’میرے ذمہ مینڈھا ہے‘‘

فلاں شخص نے کہا: ’’میرے ذمہ اس قدر جو ہے۔‘‘ [1]

ج: شادی کے موقع پر صاحبزادی کو تحائف دینا:

امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے،

”أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ رضي الله عنها بَعَثَ مَعَهُ بِخَمِيْلَةٍ، وَوِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، وَرَحْيَيْنِ وَسِقَاءٍ وَجَرَّتَيْنِ .“ [2]

[’’بے شک جب رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی کی، تو ان (اپنی صاحبزادی) کے ساتھ ایک رضائی، کھجور کے درخت کی

---

[1] المسند، رقم الحديث ٢٣٠٣٥، ٣٨/١٤٢-١٤٣. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اس کی سند میں عبدالکریم بن سلیط مستور ہے اور باقی صحیح کے روایت کرنے والے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٤/٤٩)؛ حافظ ابن حجر نے اس راوی کو [مقبول] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تقريب التهذيب ص ٣٦١). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کے حسن ہونے کا احتمال] ذکر کیا ہے۔ شیخ البنا نے اس کی [سند کو عمدہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأماني ١٦/٢٠٥). مذکورہ بالا حدیث کو حضرات ائمہ ابن سعد، طبرانی اور بزار نے بھی روایت کیا ہے اور شیخ البانی نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الطبقات الكبرىٰ ٨/٢١؛ ومجمع الزوائد ٩/٢٠٩؛ و آداب الزفاف ص ١٠٢).

[2] المسند، جزء من رقم الحديث ٨٣٨، ٢/٢٠٢. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو قوی] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ٢/٢٠٣)؛ نیز ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٣٤٩-٤١٥٢؛ ٢/٤٠١.

چھال سے بھرا چمڑے کا ایک تکیہ، چکی کے دو پاٹ، ایک مشکیزہ اور دو مٹکے بھیجے۔'']

تنبیہ:

شادی کے بعد گھر تیار کرنے کی ذمہ داری شوہر کی ہے، دلہن اور اس کے والدین کی نہیں، البتہ اس موقع پر والدین کی طرف سے بیٹی اور داماد کے ساتھ تعاون کرنا، مذکورہ بالا حدیث کی بنا پر مسنون ہے۔ ہمارے ہاں جہیز کی مروجہ صورت قطعی طور پر نامناسب اور بچی اور اس کے والدین پر ظلم ہے۔

د: بیٹی کی عائلی زندگی میں رونما ہونے والے نزاع کی اصلاح:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ ﷺ فاطمہ کے گھر تشریف لائے، تو علی رضی اللہ عنہما کو گھر میں نہ پایا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟''

''تمہارا عم زاد ❶ کہاں ہے؟''

انہوں نے عرض کیا: ''كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي، فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي۔''

''میرے اور ان کے درمیان کچھ چیز [یعنی کھٹ پٹ] تھی، تو وہ مجھ سے خفا ہو کر باہر نکل گئے ہیں اور میرے ہاں قیلولہ ❷ نہیں کیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو فرمایا: ''اُنْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟''

---

❶ چچا کا بیٹا۔

❷ دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد قدرے آرام کرنا۔

''دیکھو وہ کہاں ہے؟''

اس شخص نے واپس آ کر عرض کیا: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھُوَ فِيْ الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ.''

''یارسول اللہ۔ ﷺ۔ وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔''

فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، وَھُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُہُ عَنْ شِقِّہِ، وَأَصَابَہُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَمْسَحُہُ عَنْہُ، وَیَقُوْلُ:

قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ.'' [1]

[''رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، تو وہ ایک پہلو پر لیٹے ہوئے تھے اور ان کے (دوسرے) پہلو سے چادر نیچے گر چکی تھی اور انہیں مٹی لگ چکی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے مٹی کو جھاڑنا شروع کیا اور آنحضرت ﷺ ساتھ ساتھ یہ (بھی) فرما رہے تھے: ''ابوتراب اٹھو، ابوتراب اٹھو۔''

حدیث شریف کے حوالے سے سات باتیں:

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ کی اپنی صاحبزادی کی عائلی زندگی سے دلچسپی واضح ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل سات باتیں خصوصی طور پر قابلِ توجہ ہیں:

۱: آنحضرت ﷺ نے بیٹی کے گھر تشریف لاتے ہی، اپنے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گھر میں عدم موجودگی کا نوٹس لیا۔

۲: آنحضرت ﷺ نے صاحبزادی سے ان کے شوہر رضی اللہ عنہا کے متعلق دریافت

[1] متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الصلاۃ، باب نوم الرجال في المسجد، رقم الحدیث ۴۴۱، ۱/۵۳۵؛ وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي اللہ عنہ، رقم الحدیث ۳۸۔ (۳۴۰۹)، ۴/۱۸۷۴۔ ۱۸۷۵۔ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

کرتے ہوئے فرمایا: ''تمھارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟'' آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''تمھارے شوہر کہاں ہیں؟''

اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

''وَكَأَنَّهُ ﷺ فَهِمَ مَا وَقَعَ بَيْنَهُمَا ، فَأَرَادَ اسْتِعْطَافَهَا عَلَيْهِ بِذِكْرِ الْقَرَابَةِ الْقَرِيْبَةِ بَيْنَهُمَا .''[1]

[''اور شاید کہ آنحضرت ﷺ کو دونوں کے درمیان کچھ کھٹ پٹ کا احساس ہوگیا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے بیٹی کے دل میں ان کے لیے محبت کے جذبات ابھارنے کی خاطر قریبی رشتہ داری کا ذکر فرمایا۔'']

۳: اس صورتِ حال سے آگاہی پر آنحضرت ﷺ نے خاموشی اختیار نہ کی، بلکہ فوراً ہی معاملہ کی اصلاح کی خاطر کوشاں ہوئے، ایک شخص کو دامادِ محترم رضی اللہ عنہ کی تلاش میں ارسال فرمایا۔

۴: ان کی جگہ معلوم ہونے پر انہیں اپنے پاس نہیں بلایا، بلکہ خود ان کے پاس تشریف لے گئے۔

۵: آنحضرت ﷺ نے ان سے نہ باز پرس فرمائی، اور نہ ہی کسی قسم کی خفگی کا اظہار کیا۔

۶: اپنے دستِ مبارک سے دامادِ محترم کے جسم پر لگی ہوئی مٹی کی جھاڑ پونچھ فرمائی۔

۷: آنحضرت ﷺ نے داماد کو خوش کرنے کی خاطر ازراہِ مزاح [ابا تراب[2]] کے لقب سے پکارا اور یہ لقب انہیں اس قدر پسند آیا، کہ بقول سہل بن سعد رضی اللہ عنہ:

---

[1] فتح الباري ۱/۵۳۶؛ نیز ملاحظہ ہو: عمدة القاري ۴/۱۹۹.

[2] یعنی مٹی والے۔

"إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ رضي الله عنه إِلَيْهِ لَأَبُوْ تُرَابٍ." ❶

"علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا سب سے پیارا نام ابوتراب تھا۔"

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وَفِي حَدِيْثِ سَهْلٍ رضي الله عنه مُمَازَحَةُ الْمُغْضَبِ بِمَا لَا يَغْضَبُ مِنْهُ، بَلْ يَحْصُلُ بِهِ تَأْنِيْسُهُ." ❷

[سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روٹھے ہوئے شخص سے ایسا مزاح کرنا (ثابت ہوتا) ہے، جس سے وہ ناراض نہ ہو، بلکہ اس کے ساتھ موانست ہو۔]

حافظ ابن حجر حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

"وَفِيْهِ كَرَمُ خُلُقِ النَّبِيِّ ﷺ، لِأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ عَلِيٍّ رضي الله عنه لِتَرَضَّاهُ، وَمَسَحَ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ لِيُبْسِطَهُ، وَدَاعَبَهُ بِالْكُنْيَةِ الْمَذْكُوْرَةِ الْمَأْخُوْذَةِ مِنْ حَالَتِهِ. وَلَمْ يُعَاتِبْهُ عَلَى مُغَاضَبَتِهِ لِابْنَتِهِ مَعَ رَفِيْعِ مَنْزِلَتِهَا عِنْدَه. فَيُؤْخَذُ مِنْهُ اسْتِحْبَابُ الرِّفْقِ بِالْأَصْهَارِ وَتَرْكِ مُعَاقَبَتِهِمْ إِبْقَاءَ مَوَدَّتِهِمْ، لِأَنَّ الْعِتَابَ يُخْشَى مِمَّنْ يُخْشَى مِنْهُ الْحِقْدُ، لَا مِمَّنْ هُوَ مُنَزَّهٌ عَنْ ذٰلِكَ." ❸

["اس میں نبی کریم ﷺ کا عظیم اخلاق (جلوہ گر) ہے، کیونکہ وہ (خود) علی رضی اللہ عنہ کو راضی کرنے کی خاطر ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہیں خوش کرنے کی غرض سے مٹی کو ان کی پشت سے صاف کیا، ان کے مناسب حال کنیت سے ازراہِ مزاح انہیں پکارا۔ اپنے ہاں صاحبزادی کے

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب التكني بأبي تراب، جزء من رقم الحديث ٦٢٠٤، ١٠/٥٨١.

❷ فتح الباري ١/٥٣٦. ❸ المرجع السابق ١٠/٥٨٨.

بلند مقام کے باوجود، ان (یعنی علی رضی اللہ عنہ) کی، بیٹی کو خفا کرنے کی بنا پر، سرزنش نہ فرمائی۔

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ ان [یعنی دامادوں] کے ساتھ باہمی محبت کی بقا کی خاطر ان کے ساتھ نرمی کرنا اور سرزنش نہ کرنا مستحب ہے، کیونکہ سرزنش کی بنا پر عام طور پر دلوں میں کینہ پیدا ہوتا ہے، ہاں جو لوگ اس بات سے منزہ ہوں، ان کا معاملہ الگ ہے۔'']

ایک دوسرے مقام پر حافظ ابن حجر اس قصے کے متعلق لکھتے ہیں:

"وَفِيْهِ مُدَارَةُ الصِهْرِ وَتَسْكِيْنُهُ مِنْ غَضَبِهِ." [1]

[''اس میں داماد کی عزت و تکریم اور اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرنا [ثابت ہوتا] ہے۔'']

انتہائی دکھ کی بات ہے، کہ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے برعکس بیٹیوں کے بعض نادان خیر خواہ باپ ایسے موقعوں پر آستینیں چڑھا کر بیچ میں کود پڑتے ہیں اور کچھ منہ زور، لیکن بزعمِ خود بہت زیادہ عقل و دانش والی مائیں جلتی پر تیل ڈال کر بیٹیوں کے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں۔

ھ: داماد کو چھوڑتے وقت بیٹی کو بھیجنے کی شرط لگانا:

غزوہ بدر میں نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر ابوالعاص مکہ کے دیگر قریشیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے۔ اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان کی زوجیت میں مکہ مکرمہ میں تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں رہا کرتے وقت ان کے ساتھ یہ شرط طے کی، کہ وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر، آپ ﷺ کی صاحبزادی کو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آنے دیں گے۔

[1] فتح الباري ١/ ٥٣٦.

امام ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:............اور اس میں ہے:

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ عَلَيْهِ أَوْ وَعَدَهُ أَنْ يُخْلِيَ سَبِيْلَ زَيْنَبَ رضی اللہ عنہا . وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَرَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ رضی اللہ عنہما ، فَقَالَ:

''كُوْنَا بِبَطْنِ يَأْجَجَ [1] حَتّٰى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ ، فَتَصْحَبَاهَا، حَتّٰى تَأْتِيَابِهَا.''[2]

[''اور رسول اللہ ﷺ نے ان [یعنی ابو العاص] سے وعدہ لیا تھا، کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کو آنے دیں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری رضی اللہ عنہما شخص کو بھیجا اور [ان سے] فرمایا:

''تم دونوں بطن یاجج میں رہنا، یہاں تک کہ تمہارے پاس سے زینب رضی اللہ عنہا گزرے، تو اس کو ہمراہ لے کر آ جاؤ''۔]

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے داماد سے اپنی صاحب زادی کو مدینہ طیبہ بھیجنے کا معاملہ طے فرمایا تھا۔

و: عائلی زندگی میں بیٹی کو دین میں مبتلائے فتنہ کرنے والی بات سے بچانا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرتِ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

---

[1] (بطن یاجج): تنعیم کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۷/۲۵۴).

[2] سنن أبي داود ، كتاب الجهاد، باب في فداء الأسير بالمال، جزء من رقم الحديث ۲۶۸۹، ۷/۲۵٤ . شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داود ۲/٥۱۲). نیز ملاحظہ ہو: بلوغ الأمانی ۱٦/۱۰۱ .

''بے شک علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی (اپنی زوجیت میں) موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا، تو میں نے اس منبر پر رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں لوگوں کو خطاب فرماتے ہوئے سنا اور میں اس وقت سنِ بلوغت کو پہنچ چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِنِّي، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا." [1]

[''یقیناً فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ہے اور مجھے خدشہ ہے، کہ وہ (اس وجہ سے) اپنے دین میں مبتلائے فتنہ ہو۔'']

پھر آنحضرت ﷺ نے بنوعبد شمس سے اپنے داماد کا ذکر کیا اور بطور داماد ان کے طرزِ عمل کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلَّ حَرَامًا، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ! لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ أَبَدًا." [2]

[''اس نے مجھ سے جو بات کہی سچ کہی، جو وعدہ کیا پورا کیا۔ بے شک میں حلال کو حرام نہیں کرتا اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ کی

---

[1] صحیح مسلم کی روایت میں ہے: وإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ مُضْغَةٌ مِنِّي. وَإِنَّمَا أَكْرَهُ أَنْ يَفْتِنُوْهَا.'' (صحیح مسلم، کتاب الفضائل الصحابة، باب فضائل فاطمه بنت النبی ﷺ، جزء من رقم الحدیث ٩٦ ـ (٢٤٤٩)، ٤/١٩٠٤، ١٩٠٥).
[''بے شک فاطمہ بنت محمد ﷺ میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں، کہ اس کو وہ فتنہ میں مبتلا کردیں۔'']

[2] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب فرض الخمس، باب ما ذُکر من درع النبي ﷺ، ......، جزء من رقم الحدیث ٣١١٠، ٦/٢١٢ـ٢١٣؛ وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمه بنت النبي ﷺ، رضي الله عنها، جزء من رقم الحدیث ٩٥ـ (٢٤٤٩)، ٤/١٩٠٣.

قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی (ایک خاوند کی زوجیت میں) اکٹھی نہ ہوں گی۔'']

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی کی عائلی زندگی میں انہیں ایک ایسی بات سے بچانے کی کوشش فرمائی، جو دینی اعتبار سے انہیں مبتلائے فتنہ کرنے والی تھی۔ علامہ عینی آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی: (**وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ يُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا**) ❶ کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

''یَعْنِي أَنَّهَا لَا تَصْبِرُ عَلَى الْغَيْرَةِ فَيَقَعُ مِنْهَا فِي حَقِّ زَوْجِهَا فِيْ حَالِ الْغَضَبِ مَا لَا يَلِيْقُ بِحَالِهَا.'' ❷

[''یعنی اپنی غیرت پر قابو نہ پاسکنے کی بنا پر حالتِ غصہ میں خاوند کے بارے میں اس سے ایسی بات صادر ہوجائے، جو اس کے مقام کے منافی ہو۔'']

ایک دوسری روایت میں ہے، جس کو امام بخاری نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا:

''**إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ** رضی اللہ عنہ **فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا.'' هَكَذَا قَالَ.**'' ❸

---

❶ یعنی مجھے خدشہ ہے، کہ وہ اپنے دین میں مبتلائے فتنہ کی جائے۔

❷ عمدة القاري ۲۰/۲۱۲.

❸ صحيح البخاري، كتاب النكاح، رقم الحديث ۵۲۳۰، ۹/۳۲۷.

[''بے شک بنو ہشام بن مغیرہ نے اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کرنے کی مجھ سے اجازت طلب کی ہے، پس میں اجازت نہیں دیتا، پھر میں اجازت نہیں دیتا، پھر میں اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ابن ابی طالب چاہے، تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلے، یقیناً وہ میرے (جسم کا) ٹکڑا ہے، جو چیز اس کو پریشان کرتی ہے، وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جو چیز اس کو دکھ پہنچائے، وہ میرے لیے دکھ رساں ہے۔'']

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِيْ الْغَيْرَةِ وَالْإِنْصَافِ] ❶

[آدمی کے اپنی بیٹی کو غیرت وغصہ سے محفوظ اور اس کے لیے انصاف طلب کرنے کے متعلق باب]

تنبیہ:

آنحضرت ﷺ کا ردّعمل معلوم ہونے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رشتہ کے طلب کرنے سے دستبردار ہوگئے۔ صحیح بخاری میں ہے:

"فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ." ❷

[پس علی رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ کے طلب کرنے کو چھوڑ دیا۔]

مستدرک حاکم میں سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں خود آنحضرت ﷺ سے بات کی۔ جب آنحضرت ﷺ نے اجازت نہ دی، تو انہوں نے عرض کیا:

---

❶ صحيح البخاري ۹/۳۲۷.

❷ المرجع السابق، كتاب فضائل الصحابة، باب ذكر أصهار النبي ﷺ، جزء من رقم الحديث ۳۷۲۹، ۷/۸۵.

"لَا آتِی شَیْئًا تَکْرَہُہٗ." ❶

[''میں کوئی ایسا کام نہ کروں گا، جس کو آپ ناپسند کرتے ہوں'']

خلاصۂ گفتگو یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ اپنی بہت زیادہ مشغول زندگی کے باوجود اپنی صاحبزادیوں کی عائلی زندگی کے تشکیل دینے، اس کو بہتر بنانے اور ہر قسم کی خرابی سے محفوظ رکھنے کے لیے خصوصی توجہ دیتے اور بھرپور سعی وکوشش فرماتے تھے۔ فَصَلَوَاتُ رَبِّي وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ .

---

❶ المستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ۳/ ۱۵۸-۱۵۹. امام حاکم نے اس کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے [مرسل قوی] کہا ہے اور حافظ ابن حجر نے سوید بن غفلہ تک اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳/ ۱۵۹؛ والتلخیص ۳/ ۱۵۹؛ وفتح الباري ۹/ ۳۲۸).

(۸)

نواسوں کے معاملات سے گہری دلچسپی

نبی کریم ﷺ کی توجہ اور عنایت صرف بیٹیوں کے معاملات تک ہی نہ تھی، بلکہ آنحضرت ﷺ اپنے نواسوں کے معاملات کا بھی خوب خیال رکھتے تھے۔ اس بارے میں توفیق الٰہی سے ذیل میں چار مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

ا: حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان دینا:

امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَذَّنَ فِيْ أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ رضي الله عنها." [1]

["جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو جنم دیا، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے کان میں اذان دیتے دیکھا۔"]

نبی کریم ﷺ کے اذان دینے میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حکمت یہ تھی، کہ بچے کے کانوں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی پر مشتمل الفاظ اور توحید و رسالت کی وہ گواہی داخل ہو، جس کے ساتھ بندہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔

شاید اس میں یہ بھی حکمت ہو، کہ بچے کو اللہ تعالیٰ اور ان کے دین کی طرف

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في المولود يُؤَذَّن في أذنه، رقم الحديث ۵۰۹۴، ۱۴/۷؛ وجامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب الأذان في أذن المولود، رقم الحديث ۱۵۵۳، ۸۹/۵. الفاظِ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو [صحیح] اور شیخ البانی نے [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹۰/۵؛ صحيح سنن أبي داود ۹۶۱/۳؛ وصحيح سنن الترمذي ۹۳/۲).

دعوت شیطان کی دعوت سے پہلے ہو۔ ❶

ب: نواسوں کی طرف سے عقیقہ کرنا اور ان کا نام رکھنا:

اس سلسلے میں ذیل میں تین روایات ملاحظہ فرمایئے:

ا: امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضي الله عنهما بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ." ❷

[رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو مینڈھوں کے ساتھ عقیقہ کیا]۔

۲: امام ابن حبان اور امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ رضي الله عنهما يَوْمَ السَّابِعِ، وَسَمَّاهُمَا." ❸

["(ولادت کے ساتویں دن رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا اور ان دونوں کے نام رکھے۔"]

---

❶ ملاحظہ ہو: تحفة المودود بأحكام المولود للإمام ابن القيم ص ٣٦.

❷ سنن النسائي، كتاب العقيقة، كم يُعَقُّ عَنِ الْجَارِيةِ؟، ١٦٦/٧. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ٨٨٥/٣).

❸ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، باب العقيقة، ذكر اليوم الذي يُعَقُّ فيه عن الصَّبِيِّ، جزء من رقم الحديث ٥٣١١، ١٢٧/١٢؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الذبائح، ٢٣٧/٤. امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے اس کو [صحیح] اور شیخ ارناؤوط نے صحیح ابن حبان کی [سند کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢٣٧/٤؛ والتلخيص ٢٣٧/٤؛ وهامش الإحسان ١٢٧/١٢).

۴: ایک تیسری روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رکھے ہوئے نام تبدیل کر کے نئے نام رکھے۔ امام احمد اور امام ابن حبان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

''أَرُوْنِي ابْنِي مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟''

[''مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟'']

میں نے عرض کیا: ''سَمَّيْتُهُ حَرْبًا.''

[''میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بَلْ هُوَ حَسَنٌ.''

[''بلکہ وہ تو حسن ہے۔'']

پھر جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''أَرُوْنِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوْهُ''؟

[''مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟'']

میں نے عرض کیا: ''سَمَّيْتُهُ حَرْبًا.''

[''میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ.''

[''بلکہ وہ تو حسین ہے۔'']

جب میرے ہاں تیسرا [بیٹا] پیدا ہوا، تو نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:

''أَرُوْنِي ابْنِي، مَا سَمَّيْتُمُوْهُ؟''

[''مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟''

میں نے عرض کیا: ''حرب۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''بَلْ هُوَ مُحَسِّنٌ.''

[''بلکہ تو محسن رضی اللہ عنہ ہے۔'']

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''سَمَّيْتُهُمْ بِأَسْمَاءِ وَلَدِ هَارُوْنَ علیہ السلام : شَبَّرٌ وَشَبِيْرٌ وَمُشَبِّرٌ.''[1]

''میں نے ان کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں شبر، شبیر اور مشبر کے ناموں پر رکھے۔''

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے عقیقہ کیا اور ان کے اور ان کے تیسرے بھائی کے نہ صرف نام رکھے، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رکھے ہوئے ناموں کو تبدیل کرکے ان کے نام

---

[1] المسند، رقم الحديث ٩٥٣، ١٩٦/٢؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، رجالهم ونسائهم، ذكر الحسن والحسين سبطي رسول الله ﷺ، رقم الحديث ٦٩٥٨، ٤٠٩/١٥-٤١٠. شیخ احمد شاکر نے المسند کی [سند کو صحیح] اور شیخ ارناؤوط نے صحیح ابن حبان کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ١٩٦/٢؛ وهامش الإحسان ٤١٠/١٥. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔

نوٹ: حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ناموں کی تبدیلی کے متعلق المسند میں ایک اور اس سے مختلف روایت بھی موجود ہے، لیکن شیخ احمد شاکر نے مذکورہ بالا روایت کو زیادہ راجح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحديث ١٣٧٠، ٣٥١/٢-٣٥٢؛ وهامش المسند ٣٥١/٢-٣٥٢).

حسن، حسین اور محسن رضی اللہ عنہم رکھے۔ اور اس میں آنحضرت ﷺ کی اپنے نواسوں کے معاملات سے شدید دلچسپی واضح ہے۔

ج: بیٹی کو نواسے کا سر مونڈھنے اور صدقہ کرنے کا حکم:

امام احمد نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

بے شک جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے، تو ان کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کی طرف سے دو مینڈھوں کے ساتھ ان کا عقیقہ کرنے کا قصد کیا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''لَا تَعُقِّي عَنْهُ، وَلٰكِنْ احْلِقِي شَعْرَ رَأْسِهِ، ثُمَّ تَصَدَّقِي بِوَزْنِهِ مِنَ الْوَرَقِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.''

[''تم اس کا عقیقہ [تو] نہ کرو، [1] البتہ اس کے سر کے بال مونڈھ کر ان کے وزن کے برابر چاندی اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کردو۔''

پھر اس کے بعد حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو انہوں [یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا] نے (پھر) ویسے ہی کیا۔''] [2]

د: نواسوں کے رونے پر بے قرار ہونا اور ان کی پیاس بجھانے کی کوشش:

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

---

[1] آنحضرت ﷺ نے ان کا عقیقہ خود کیا۔ (ملاحظہ ہو: اس کتاب کا ص ۸۴۔

[2] المسند، رقم الحديث ٢٧١٩٦، ٤٥/١٧٣. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند ضعیف] کہا ہے۔ لیکن شیخ البانی نے متابعات کی وجہ سے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغليل، رقم الحديث ١١٧٥، ٤٠٢/٤-٤٠٣. نیز ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ٩٣/٢؛ والإحسان في ترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الأطعمة، باب العقيقة، ذكر اليوم الذي يُعَقُّ فيه عن الصبّي، رقم الحديث ٥٣١١، ١٢٧/١٢.

"أَشْهَدُ لَخَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الحسن والحسين رضي الله عنهما، وَهُمَا يَبْكِيَانِ، وَهُمَا مَعَ أُمِّهِمَا. فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَتَاهُمَا، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "مَا شَأْنُ ابْنِيَّ؟"

[''میں گواہی دیتا ہوں، کہ بے شک ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ہم راستہ (ہی) میں تھے، کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی اور وہ دونوں اپنی والدہ کے پاس تھے۔ آنحضرت ﷺ تیز چل کران دونوں کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے سنا، کہ آنحضرت ﷺ فرمارہے تھے: ''میرے بیٹوں کو کیا ہوا ہے؟''

انہوں (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے عرض کیا: "اَلْعَطَشُ."

[''پیاس (کی وجہ سے وہ دونوں رورہے ہیں)۔''

آنحضرت ﷺ پانی کی تلاش میں ایک پرانے مشکیزہ کی طرف پلٹے اور تب پانی ناپید تھا اور لوگ اس کی طلب میں تھے۔

فَنَادَى: "هَلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَهُ مَاءٌ؟"

آنحضرت ﷺ نے بآواز بلند پوچھا: ''کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟''

فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ إِلَّا أَخْلَفَ بِيَدِهِ إِلَى كَلَامِهِ يَبْتَغِي الْمَاءَ فِيْ شَنِّهِ، فَلَمْ يَجِدْ أَحَدٌ مِنْهُمْ قَطْرَةً.

آنحضرت ﷺ کی آواز سن کر ہر ایک شخص نے پانی کی تلاش میں اپنے مشکیزہ تک ہاتھ بڑھایا، لیکن کسی کو بھی (پانی کا) ایک قطرہ نہ ملا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے (فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا:

"نَاوِلِيْنِيْ أَحَدَهُمَا."

[''دونوں میں سے ایک مجھے پکڑاؤ۔'']

انہوں نے پردے کے پیچھے سے ایک (بچہ) آنحضرت ﷺ کو دے دیا۔

فَأَخَذَهُ، فَضَمَّهُ إِلٰى صَدْرِهِ، وَهُوَ يَضْغُوْا مَا يَسْكُتُ.

فَأَدْلَعَ لِسَانَهُ، فَجَعَلَ يَمَصُّهُ، حَتّٰى هَدَأَ أَوْ سَكَنَ.

فَلَمْ أَسْمَعْ لَهُ بُكَاءً، وَالْآخَرُ يَبْكِيْ كَمَا هُوَ، مَا يَسْكُتُ.

آنحضرت ﷺ نے اس کو اپنے سینہ کے ساتھ لگایا، لیکن وہ چیختا رہا اور چپ نہ ہوا۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان نکالی، تو اس (بچہ) نے اس کو چوسنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ پرسکون ہوگیا۔

پھر میں نے اس کے رونے کی آواز نہ سنی، (لیکن) دوسرا پہلے کی طرح روتا رہا اور خاموش نہ ہوا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نَاوِلِيْنِيْ الْآخَرَ.''

''مجھے دوسرا (بچہ) پکڑاؤ۔''

انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دے دیا۔

آنحضرت نے اس کے ساتھ بھی ویسے ہی کیا، تو پھر میں نے ان دونوں (کے رونے) کی آواز نہ سنی۔'' [1]

---

[1] منقول از: مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب المناقب، باب فیما اشترک فیه الحسن والحسین رضی اللہ عنہما من الفضل، ۹/ ۱۸۰۔ ۱۸۱ باختصار. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے روایت کرنے والے ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/ ۱۸۱).

اللہ اکبر! رسول کریم ﷺ کو اپنے نواسوں کے احوال سے کس قدر دلچسپی تھی! ان کے رونے کی آواز سن کر بے قرار ہوجاتے ہیں، سبب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ سبب معلوم ہونے پر اس کے ازالہ کے لیے بھر پور کوشش فرماتے ہیں۔ اپنے مشکیزے میں پانی تلاش کرتے ہیں، لوگوں سے طلب کرتے ہیں، اور پانی نہ ملنے پر اپنی زبان پیارے نواسوں کے چوسنے کے لیے نکال دیتے ہیں۔ نواسوں کے پرسکون ہونے ہی سے قرار پاتے ہیں۔ فَصَلوَاتُ رَبِّي وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَأَرْضَاهُمَا.

(۹)

بیٹی اور داماد کی ضرورت پر فقیر طلبہ کی ضرورت کو ترجیح دینا

نبی کریم ﷺ اپنی اولاد سے بہت پیار فرماتے تھے، لیکن اس کے باوجود آنحضرت ﷺ ان کی ضروریات پر فقراء و مساکین کی ضروریات کو ترجیح دیتے۔ ذیل میں توفیق الٰہی سے اس بارے میں ایک واقعہ پیش کیا جارہا ہے۔

امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے ایک دن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

" وَاللّٰهِ! لَقَدْ سَنَوْتُ حَتَّى لَقَدِ اشْتَكَيْتُ صَدْرِي". قَالَ:

"وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ أَبَاكِ بِسَبْيٍ ، فَاذْهَبِي فَاسْتَخْدِمِيهِ".

فَقَالَتْ:" وَأَنَا وَاللّٰهِ! قَدْ طَحَنْتُ حَتَّى مَجَلَتْ يَدَايَ".

فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ: " مَا جَاءَبِكِ أَيْ بُنَيَّةُ؟".

قَالَتْ:" جِئْتُ لِأُسَلِّمَ عَلَيْكَ".

وَاسْتَحْيَتْ أَنْ تَسْأَلَهُ ، وَرَجَعَتْ ، فَقَالَ:" مَا فَعَلْتِ؟"

قَالَتْ:" اِسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ ".

فَأَتَيْنَاهُ جَمِيْعًا . فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ:" يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! لَقَدْ سَنَوْتُ حَتَّى اشْتَكَيْتُ صَدْرِي ".

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا:" قَدْ طَحَنْتُ حَتّى مَجلَتْ يَدَايَ ، وَقَدْ جَاءَكَ اللّٰهُ بِسَبْيٍ وَسَعَةٍ ، فَأَخْدِمْنَا ".

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

" وَاللّٰهِ! لاَ أُعْطِيْكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوَى بُطُوْنُهُمْ ، لاَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ ، وَلٰكِنِّي أَبِيْعُهُمْ ، وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمْ أَثْمَانَهُمْ ".

فَرَجَعَا ، فَأَتَاهُمَا النَّبِيُّ ﷺ ، وَقَدْ دَخَلاَ فِي قَطِيفَتِهِمَا إِذَا غَطَّتْ رُؤُوسَهُمَا تَكَشَّفَتْ أَقْدَامُهُمَا ، وَإِذَا غَطَّيَا أَقْدَامَهُمَا تَكَشَّفَتْ رَؤُوسُهُمَا ، فَثَارَا ، فَقَالَ: "**مَكَانَكُمَا**".

ثُمَّ قَالَ: "**أَلاَ أُخْبِرُكُمَا بِخَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟**".

قَالاَ:" بَلٰى ".

فَقَالَ: "**كَلِمَاتٌ عَلَّمَنِيْهِنَّ جِبْرِيْلُ** علیہ السلام ".

فَقَالَ : "**تُسَبِّحَانِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ عَشْراً ، وَتَحْمَدَانِ عَشْراً ، وَتُكَبِّرَانِ عَشْراً ، وَإِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلاَثًا وَّ ثَلاَثِيْنَ ، وَاحْمَدَا ثَلاَثًا وَّ ثَلاَثِيْنَ ، وَكَبِّرَا أَرْبَعاً وَّ ثَلاَثِيْنَ**". [1]

'' اللہ تعالیٰ کی قسم! پانی نکال نکال کر میرے سینے میں تکلیف ہوگئی ہے۔''

انہوں نے مزید کہا: '' اللہ تعالیٰ نے آپ کے باپ کو غلام دیئے ہیں،

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ۸۳۸، ۲/ ۱۴۹ ــــ ۱۵۰ . شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲/ ۱۴۹).

جائیے اور ان سے خادم مانگ لائیے۔''
انہوں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! چکی پیسنے کی بنا پر میرے دونوں ہاتھوں میں چھالے نمودار ہوگئے ہیں۔'']
پس وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:
''اے میری چھوٹی سی بیٹی! کیسے آنا ہوا؟''
انہوں نے عرض کیا: ''سلام کہنے کی غرض سے حاضر ہوئی ہوں۔''
[خادم] طلب کرنے سے شرما گئیں اور واپس تشریف لے گئیں، تو انہوں [علی رضی اللہ عنہ] نے کہا: ''کیا کیا ہے؟''
انہوں نے جواب دیا: ''میں آپ ﷺ سے مانگتے ہوئے شرما گئی۔''
تو ہم دونوں اکٹھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! پانی کھینچ کھینچ کر میرے سینے میں تکلیف ہوگئی ہے۔''
فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''چکی پیستے پیستے میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ [اب] اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلام اور وسعت عطا فرمائی ہے، ہمیں خادم عطا فرمائیے۔''
تو [یہ سن کر] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! ایسا تو نہیں ہوسکتا، کہ میں تمہیں دے دوں اور اہل صفہ [بھوک کی وجہ سے] اپنے پیٹوں کو لپیٹتے رہیں اور میں اپنے پاس ان پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ پاؤں۔ میں تو انہیں (یعنی غلاموں کو) فروخت کروں گا اور حاصل شدہ مال کو اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔''
یہ سن کر وہ دونوں واپس آ گئے۔ پھر نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے

اوراس وقت وہ دونوں اپنی رضائی میں داخل ہو چکے تھے۔ [اور وہ ان کے لیے اس قدر نا کافی تھی کہ] اگر وہ سروں کو ڈھانپتے ،تو ان کے قدم باہر رہ جاتے اور اگر قدموں کو ڈھانپتے ،تو سر باہر رہ جاتے۔ ان دونوں نے [استقبال کی خاطر] اٹھنے کا ارادہ کیا ،تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دونوں اپنی اپنی جگہ پر ہی رہو۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہاری مطلوبہ چیز سے اعلیٰ بات کی خبر نہ دوں؟''

انہوں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسے کلمات ہیں کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے سکھلائے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمدللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ اور جب اپنے بستر پر آؤ، تو تینتیس (۳۳) دفعہ سبحان اللہ ، تینتیس (۳۳) دفعہ الحمد للہ اور چونتیس (۳۴) دفعہ اللہ اکبر کہو۔''

اس حدیث شریف میں ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی عزیز ترین بیٹی فاطمہ اور ان کے شوہر محترم اوراپنے چچا زاد بھائی سیدنا علی رضی اللہ عنہما پر اپنے فقیر شاگردوں کو ترجیح دی۔ ان کی شدید حاجت کے باوجود انہیں خادم نہ دیا، بلکہ غلاموں کو فروخت کر کے اس کی رقم غریب طلبہ پر خرچ کرنے کے ارادے کا اظہار فرمایا۔

امام بخاری نے اسی مضمون کی حدیث اپنی کتاب میں روایت کی ہے اوراس کا یہ عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ الدَّلِیْلِ عَلَی أَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

وَالْـمَسَـاكِيْنِ ، وَإِيْثَارِ النَّبِيِّ ﷺ أَهْـلَ الصُّفَّةِ وَالْأَرَامِلِ حِيْنَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا ، وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحَى أَنْ يُخْدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ ، فَوَكَلَهَا إِلَى اللّٰهِ].

[اس بات کی دلیل کے بارے میں باب کہ غنیمت کا پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کی ضروریات اور مساکین کے لیے ہے اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آٹا گوندھنے اور چکی پیسنے کی تکلیف کا ذکر کر کے قیدیوں میں سے خادم طلب کیا، تو آپ ﷺ نے اہل صفہ اور بیواؤں کو [ان پر] ترجیح دی اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔]

حدیث شریف میں موجود کچھ اور فوائد:

حدیث شریف میں موجود متعدد فوائد میں سے نو درج ذیل ہیں:

۱: بیٹی کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ اس کی شادی کرنے کے ساتھ منقطع نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے مذکورہ بالا وِرد کی اپنی بیٹی کو تعلیم ان کی شادی کے بعد دی۔

۲: آنحضرت ﷺ کا بغرضِ تعلیم اپنی بیٹی کے ہاں تشریف لے جانا۔ ❶

۳: رات کے وقت تعلیم دینا، کہ آنحضرت ﷺ نے رات کے وقت اپنی بیٹی اور ان کے شوہر رضی اللہ عنہما کو تعلیم دی۔ ❷

۴: آنحضرت ﷺ کی تواضع، کہ بیٹی اور داماد رضی اللہ عنہما کو اپنے استقبال کی غرض سے بستر سے اٹھنے سے روک دیا۔ ❸

۵: آنحضرت ﷺ کی اپنی بیٹی اور داماد پر غایت درجہ کی شفقت، کہ انہیں اپنے

❶ اس بارے میں تفصیل ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۶۰۔۶۱ میں ملاحظہ فرمائیے۔
❷ اس بارے میں تفصیل ''المرجع السابق'' ص ۵۳۔۵۸ میں ملاحظہ فرمائیے۔
❸ اس بارے میں تفصیل ''المرجع السابق'' ص ۳۲۵۔۳۳۳ میں ملاحظہ فرمائیے۔

استقبال سے روک کر خود ہی ان کے لحاف میں اپنے قدم مبارک داخل کر کے اس طرح تشریف فرما ہوئے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کرتے رہے۔ ❶

۶: اولاد کی تعلیم و تربیت کا انہیں ساز و سامان دینے سے بہتر ہونا۔ آنحضرت ﷺ نے مذکورہ بالا وِرد سکھلانے سے پہلے فرمایا: ''کیا میں تمہیں تمہاری مطلوبہ چیز سے اعلیٰ بات کی خبر نہ دوں؟''

۷: آنحضرت ﷺ کا دورانِ تعلیم اسلوب استفہام استعمال فرمانا۔ ❷

۸: آنحضرت ﷺ کا مطلوبہ چیز سے بہتر بات کی طرف راہ نمائی فرمانا۔

۹: اپنی اولاد کو دنیاوی آسائشوں کی بجائے زہد و ایثار کی راہ پر چلانا۔

(۱۰)

بیٹی اور داماد کو نمازِ تہجد کی ترغیب دینا

سیرتِ طیبہ میں بحیثیت باپ ایک بات یہ بھی ہے، کہ آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادی اور داماد رضی اللہ عنہما کے ہاں ان کو نماز تہجد کی ترغیب دینے کی خاطر تشریف لائے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

''أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ رضي الله عنهما قَالَ:

''أَلَا تُصَلِّيَانِ؟'' ❸

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۱/۱۲۴.

❷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۶/۲۱۶، و ۱۱/۱۲۴.

❸ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب (وكان الإنسان أكثر شيء جدلا)، رقم الحديث ۴۷۲۴، ۸/۴۰۷-۴۰۸؛ وصحيح مسلم كتاب صلاة المسافرين وقصرها، ←

[''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟'']

امام بخاری نے اپنی کتاب میں ایک مقام پر اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى صَلاةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ، وَطَرَقَ النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا رضي الله عنهما لَيْلَةً لِلصَّلَاةِ] ❶

[نبی کریم ﷺ کا نمازِ تہجد اور نوافل کے لیے واجب کیے بغیر ترغیب دینے کے متعلق باب اور نبی کریم ﷺ ایک رات نماز (کے لیے بیدار کرنے) کی خاطر فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہما کے ہاں تشریف لائے]

حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے امام ابن بطال تحریر کرتے ہیں: ''اس میں نمازِ تہجد کی فضیلت اور اہل خانہ اور قرابت داروں کو اس کے لیے بیدار کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔'' ❷

مزید برآں حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو نمازِ تہجد کے لیے جگانے کی خاطر، آنحضرت ﷺ ایک ہی رات میں دو مرتبہ تشریف لائے۔ امام نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وعلى فاطمه رضي الله عنهما مِنَ اللَّيْلِ،

← باب ما روي في من نَامَ الليل أجمع حتى أصبح، رقم الحديث ٢٠٦ـ (٧٧٥)، ١/ ٥٣٧ـ٥٣٨. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

❶ صحيح البخاري، كتاب التهجد ٣/ ٩.

❷ منقول از فتح الباري ٣/ ١١؛ نیز ملاحظہ ہو: شرح صحيح البخاري لابن بطال ٣/ ١٥.

فَأَيْقَظَنَا لِلصَّلَاةِ ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى هُوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ ، فَلَمْ يَسْمَعْ لَنَا حِسًّا ، فَرَجَعَ إِلَيْنَا ، فَأَيْقَظَنَا ، فَقَالَ: ''قُوْمَا فَصَلِّيَا.'' ❶

''رسول اللہ ﷺ میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات کو تشریف لائے اور ہمیں نماز کے لیے اٹھایا۔ پھر آنحضرت ﷺ اپنے گھر تشریف لے گئے اور رات کا کافی وقت نماز پڑھتے رہے۔ اس دوران آپ ﷺ نے ہماری کوئی حس وحرکت محسوس نہ فرمائی، تو دوبارہ ہماری طرف تشریف لائے اور ہمیں بیدار کرنے کی خاطر فرمایا: ''اٹھو اور دونوں نماز (تہجد) پڑھو۔''

نبی کریم ﷺ کا اپنی صاحب زادی اور داماد رضی اللہ عنہما کو نماز تہجد کی ترغیب دینے کا اہتمام کس قدر تھا! اور کتنے دکھ کی بات ہے، کہ ہم میں سے آپ ﷺ سے تعلق کا دعویٰ کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد اپنے گھر کی چار دیواری میں موجود بیٹوں اور بیٹیوں کو نماز تہجد کے لیے نہیں، بلکہ نماز فجر کے لیے بھی جگانے کا اہتمام نہیں کرتے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ . اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَوَفِّقْنَا لِلتَّأَسِّيْ بِحَبِيْبِكَ وَخَلِيْلِكَ مُحَمَّدٍ ﷺ . آمِيْن يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ . ❷

حدیث شریف میں دیگر تین فوائد:

۱: دعوتِ دین کے لیے وقت اور جگہ کی کوئی قید نہیں۔ ہر موزوں وقت اور مناسب جگہ میں دعوتِ دین دی جائے گی۔ آنحضرت ﷺ رات کی تاریکی میں دو

---

❶ سنن النسائی، کتاب قیام اللیل وتطوّع النهار، ۳/۲۰۶ باختصار۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائی ۱/۳۵۵)۔

❷ اے اللہ! ہمیں ایسے لوگوں سے نہ کیجیے اور ہمیں اپنے حبیب وخلیل محمد ﷺ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمانا۔ آمین یاذالجلال والاکرام۔

دفعہ نمازِ تہجد کی ترغیب کی خاطر اپنی صاحبزادی کے ہاں تشریف لے گئے۔

۲: بیٹی کو شادی کے بعد دعوتِ خیر سے محروم رکھنا رسول کریم ﷺ کے اسوہ مبارکہ کے منافی ہے۔

۳: داماد کو اس کے ساتھ رشتہ کی نزاکت کے پیش نظر خیر کی بات کی ترغیب نہ دینا نبی کریم ﷺ کے طریقہ کے برعکس ہے۔

(۱۱)

صاحبزادی کو دنیاوی زیب و زینت سے دور رکھنا

نبی کریم ﷺ کی توجہ کا مرکز آخرت تھی۔ دنیاوی ساز و سامان میں سے بقدرِ ضرورت چیزوں پر کفایت کرتے ہوئے، آرائش اور سجاوٹ سے دور، سادگی اور کفایت شعاری کی زندگی بسر کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اسی چیز کو اپنی اولاد کی زندگیوں میں لانے کی کوشش فرماتے تھے۔

اس کے دلائل میں سے ایک حدیث امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَه رضی اللہ عنہا فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا. وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَت لَهُ ذٰلِكَ؛ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ."

[''نبی کریم ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر (کے دروازے پر) پہنچے۔ لیکن ان کے ہاں (یعنی گھر کے اندر) تشریف نہ لے گئے۔

علی رضی اللہ عنہ آئے، تو انہوں [یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا] نے ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں (یعنی علی رضی اللہ عنہ) نے اس بات کا ذکر نبی ﷺ سے کیا۔]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" إِنِّي رَأَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا مُوَشًّيًا"

''بلاشبہ میں نے اس کے دروازے پر رنگ برنگ پردہ دیکھا''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا؟''

[''میرا دنیا سے کیا تعلق ہے؟]

علی رضی اللہ عنہ ان (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے پاس آئے اور ان سے اس بات کا ذکر کیا، تو انہوں نے کہا:

"لِيَأْمُرْنِي فِيْهِ بِمَا شَاءَ ."

''آنحضور ﷺ اس بارے میں جو چاہیں، مجھے حکم دیں'' (میں اس کی تعمیل کروں گی)]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"تُرْسِلِيْ بِهِ إِلٰى فُلَانٍ، أَهْلِ بَيْتٍ ، فِيْهِمْ حَاجَةٌ." [1]

''فلاں کو بھیج دو، وہ محتاج گھرانہ ہے۔''

سنن ابی داود کی روایت میں اس واقعہ کے حوالے سے کچھ مزید تفصیل ہے۔ اس روایت کا ابتدائی حصہ درج ذیل ہے:

''بے شک رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے، تو ان کے دروازے پر ایک پردہ دیکھا، تو داخل نہ ہوئے۔

انہوں [یعنی راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما] نے بیان کیا:

"وَقَلَّ مَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بَدَأَ بِهَا ، فَجَاءَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ ، فَرَآهَا مُهْتَمَّةً ، فَقَالَ: "مَالَكِ؟"

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الهبة، باب هديّة ما يُكرَه لبسه، رقم الحديث ٢٦١٣، ٥/٢٢٨.

''اور آنحضرت ﷺ (جب سفر سے آتے) تو (اپنی بیویوں کے گھروں میں جانے سے پیشتر) عام طور پر ابتدا ان [یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا] کے ہاں جانے سے فرماتے۔ ❶ علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو انہوں نے انہیں (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو) غمگین دیکھا، تو پوچھا: ''آپ کو کیا ہوا ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''نبی کریم ﷺ تشریف لائے تھے، لیکن ان کے پاس نہیں آئے۔''

علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَهَا ، فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا . "......الحديث . ❷

''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! بے شک فاطمہ رضی اللہ عنہا پر یہ بات بہت گراں گزری ہے، کہ آپ اس کے (گھر) کے پاس گئے، لیکن اس کے ہاں (گھر کے اندر) تشریف فرما نہیں ہوئے......الحدیث

مسند امام احمد اور سنن ابن ماجہ میں اس واقعہ کے متعلق کچھ اور تفصیل بھی ہے۔ اس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے:

ایک آدمی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مہمان بنا، تو انہوں نے اس کے لیے کھانا تیار کیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو (بھی) دعوت دیں، تو وہ ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمالیں۔''

---

❶ ملاحظہ ہو: بذل المجهود في حل أبي داود ١٧/ ٢٩.

❷ سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في اتخاذ الستور، جزء من رقم الحديث ٤١٤٣، ١١/ ١٣٧. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٢/ ٧٨١).

چنانچہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ تشریف لائے، تو دروازے کی دہلیزوں کو تھاما، تو دیکھا، کہ گھر میں ایک کنارے میں باریک پردہ ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا، تو واپس تشریف لے گئے۔ الحدیث۔ [1]

رنگ برنگ یا باریک پردہ کا استعمال حرام نہ تھا، لیکن آنحضرت ﷺ نے اس حلال دنیاوی آرائش کو صاحبزادی کے ہاں اسی طرح ناپسند فرمایا، جس طرح اپنے لیے کرتے تھے۔ علامہ مہلب اور دیگر محدثین لکھتے ہیں:

"كَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ لِابْنَتِه مَا كَرِهَ لِنَفْسِهِ مِنْ تَعْجِيْلِ الطَّيِّبَاتِ فِي الدُّنْيَا، لَا أَنَّ سِتْرَ الْبَابِ حَرَامٌ، وَهُوَ نَظِيْرُ قَوْلِهِ ﷺ لَهَا لَمَّا سَأَلَتْهُ خَادِمًا: "أَلَا أَدُلُّكِ عَلٰى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ"؛ فَعَلَّمَهَا الذِّكْرَ عِنْدَ النَّوْمِ." [2]

''دروازے کا پردہ حرام نہ تھا، لیکن جس طرح نبی کریم ﷺ (زیادہ) دنیوی نعمتوں کے استعمال کو اپنے لیے ناپسند فرماتے تھے، اسی طرح اپنی بیٹی کے لیے بھی ناپسند فرمایا۔ یہ ایسے ہی تھا، جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے خادم طلب کرنے پر فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ بتلاؤں؟'' پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں نیند کے وقت کا ذکر سکھلایا۔''

---

[1] المسند، جزء من رقم الحدیث ۲۱۹۲۲، ۳۶/۲۵۱؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأطعمة، باب إذا رأى الضيف منكراً رجع، جزء من رقم الحديث ۳۴۰۲، ۲/۲۵۰۔۲۵۱۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجه ۲/۲۳۸۔۲۳۹).

[2] منقول از: فتح الباري ۵/۲۲۹.

اس واقعہ میں دیگر چھ فوائد:

۱: آنحضرت ﷺ کا اپنی صاحبزادی رضی اللہ عنہا سے دلی تعلق اور گہرا لگاؤ، کہ سفر سے تشریف آوری کے موقع پر ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف جانے سے پیشتر ان کے گھر میں تشریف لے جاتے۔

۲: آنحضرت ﷺ نے بیٹی کی دعوت قبول فرمائی۔

۳: بیٹی سے دلی تعلق اور دعوت میں شرکت پر آمادگی، بیٹی کے ہاں ناپسندیدہ چیز کی موجودگی پر احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکی۔

۴: آنحضرت ﷺ نے احتساب کے لیے بیٹی کے گھر میں داخلہ اور ان کی دعوت میں شرکت سے مقاطعہ کا ذریعہ استعمال فرمایا۔ بیٹی کے غمگین ہونے اور ان پر اس ذریعۂ احتساب کے بہت گراں گزرنے اور داماد رضی اللہ عنہ کے پیچھے آنے کے باوجود، اس سے دستبردار نہ ہوئے۔

۵: آنحضرت ﷺ نے استفسار پر اپنی ناگواری اور احتساب کا سبب واضح طور پر بیان فرمادیا۔

۶: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اطاعتِ رسول ﷺ کا شدید جذبہ، کہ فوراً پیغام ارسال کیا: ''آنحضور ﷺ جو چاہیں، مجھے حکم دیں (میں اس کی تعمیل کے لیے مستعد ہوں)۔''

(۱۲)

بیٹی کو دوزخ سے خود بچاؤ کی کوشش کرنے کی تلقین

عام طور پر بڑے لوگوں کی اولاد میں لا اُبالی پن اور کوتاہی کثرت سے دیکھنے میں آتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے، جو مخلوق میں سے سب سے بڑے ہیں، اپنی پیاری

صاحب زادی کے لیے واضح فرما دیا، کہ کل قیامت کے دن، باپ کا بڑا ہونا، اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی صورت میں، ان کے کچھ کام نہ آ سکے گا۔ وہ خود اپنے آپ کو ان باتوں سے دور کر لے، جو انہیں دوزخ میں لے جانے کا سبب بن جائیں۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''جب آنحضرت ﷺ پر (یہ آیت) ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ [1] نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

''يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! سَلِيْنِيْ بِمَا شِئْتِ، لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.''

[''اے گروہ قریش! اللہ تعالیٰ سے اپنی جانوں کو خرید لو۔ [2] میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔

اے بنو عبد المطلب! میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔

اے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ! میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے کسی نہ آ سکوں گا۔

اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا! میں اللہ تعالیٰ سے آپ کے

---

[1] سورة الشعراء / الآية ٢١٤ [ترجمہ: اور اپنے سب سے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔]

[2] یعنی اپنی جانوں کو دوزخ کی آگ سے خرید کر بچا لو۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ٥٠٣/٨).

کسی کام نہ آ سکوں گا۔

اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا جو چاہو! مجھ سے مانگ لو، ❶ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے کسی کام نہ آ سکوں گا۔'' ❷

اور سنن ترمذی میں ہے: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ! أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، إِنَّ لَكِ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا.'' ❸

[''اے فاطمہ بنت محمد ﷺ! اپنی جان کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ، پس یقیناً میں تمہارے لیے ضرر و نفع کا مالک نہیں۔ یقیناً تمہارے ساتھ قرابت ہے اور میں صلہ رحمی کرتا رہوں گا۔'']

علامہ قرطبی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''لَا أَقْدِرُ عَلَى دَفْعِ عَذَابِهِ عَنْ أَحَدٍ، وَلَا عَلَى جَلْبِ ثَوَابِهِ لِأَحَدٍ، فَلَا يَنْفَعُ الْقُرْبُ فِي الْأَنْسَابِ مَعَ الْبُعْدِ فِي

---

❶ صحیح البخاری میں ہے: ''سَلِيْنِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي.'' [میرے مال میں سے جو چاہو، مجھ سے طلب کرلو۔] (۵۰۱/۸)

❷ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾، رقم الحديث ٤٧٧١، ٨/٥٠١؛ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب في قوله تعالى: ﴿وأنذر عشيرتك الأقربين﴾، رقم الحديث ٣٥١ـ(٢٠٦)، ١/١٩٢ـ١٩٣. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

❸ جامع الترمذي، أبواب تفسير القرآن، سورة الشعراء، جزء من رقم الحديث ٣٤٠١، ٩/٣٠ـ٣١. امام ترمذی نے اس کو [حسن] اور شیخ البانی نے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٩/٣١؛ وصحيح سنن الترمذي ٣/٨٦).

الْأَسْبَابِ ." ❶

[''میں کسی سے عذاب دور کرنے اور کسی کے لیے ثواب حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسباب کی دوری کی صورت میں رشتہ داری کی قربت کچھ کام نہ آئے گی۔'']

حدیث کی شرح میں امام نووی تحریر کرتے ہیں:

"مَعْنَاهُ لَا تَتَّكِلُوْا عَلٰى قَرَابَتِيْ فَإِنِّيْ لَا أَقْدِرُ عَلٰى دَفْعِ مَكْرُوْهٍ يُرِيْدُهُ اللّٰهُ تَعَالَى ." ❷

[''معنی یہ ہے، کہ میرے ساتھ قرابت پر آس نہ لگائے بیٹھے رہنا، (بلکہ خود عمل کرنا)، کیونکہ یقیناً میں اس مصیبت کو دور کرنے پر قادر نہیں، جو اللہ تعالیٰ تمہیں پہنچانے کا ارادہ کریں۔'']

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کو عظیم باپ ﷺ پر آس لگائے بیٹھنے کی بجائے، جہنم کی آگ سے بچاؤ کے لیے خود کوشش کرنے کی تلقین فرمائی۔

(۱۳)

اولاد کا احتساب

نبی کریم ﷺ، اپنی اولاد سے قلبی تعلق اور غیر معمولی پیار کے باوجود، ان کے ہاں قابل اعتراض بات سے چشم پوشی نہ فرماتے تھے، بلکہ پر زور اور صورتِ حال کے مطابق اسلوب میں اس کا احتساب فرماتے تھے۔ توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں ذیل میں سیرتِ

---

❶ المفهم ۷/ ۳۸٤.

❷ شرح النووي ۳/ ۸۰.

طیبہ سے تین مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

ا: سونے کی زنجیر پہننے پر بیٹی کا احتساب:

امام احمد اور امام نسائی نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ بلاشبہ ہبیرہ کی بیٹی رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں، جنہیں [اَلْـفَتَـخ] کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں موجود چھوٹی سی چھڑی کے ساتھ ان کے ہاتھ پر مارنا شروع کیا اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے رہے:

"أَيَسُرُّكِ أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْ يَدِكِ خَوَاتِيْمَ مِنْ نَارٍ"؟

["کیا تمہیں یہ بات پسند ہے، کہ اللہ تعالیٰ [ان سونے کی انگوٹھیوں کی وجہ سے] تمہارے ہاتھ میں دوزخ کی آگ کی انگوٹھیاں ڈال دیں؟"]

وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے سلوک کا شکوہ کیا۔

انہوں [یعنی ثوبان رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: "میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا اور آنحضرت ﷺ [حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے قریب پہنچ کر] دروازے کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ اور آپ ﷺ [کا طریقہ مبارک یہی تھا، کہ] جب اجازت طلب کرتے، تو دروازے کے پیچھے کھڑے ہوجاتے۔"

انہوں نے بیان کیا: "فاطمہ نے ان [یعنی ہبیرہ کی بیٹی رضی اللہ عنہا] سے کہا: "اس زنجیر کو دیکھیے، جو مجھے ابوحسن رضی اللہ عنہ نے بطور تحفہ دی ہے۔"

انہوں نے بیان کیا: "زنجیر ان کے ہاتھ ہی میں تھی، کہ رسول اللہ ﷺ اندر

تشریف لائے اور فرمایا:

''يَا فَاطِمَةُ! بِالْعَدْلِ أَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ: ''فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَفِي يَدِكِ سِلْسِلَةٌ مِنْ نَارٍ؟''[1]

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کیا لوگ یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں گے: [یہ] فاطمہ بنت محمد ﷺ ہے۔ اور تمہارے ہاتھ میں (دوزخ کی) آگ کی زنجیر ہے؟''

پھر آنحضرت ﷺ نے اس [زنجیر] کو زبان سے شدت سے بھینچا اور بیٹھے بغیر تشریف لے گئے۔

انہوں [یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا] نے زنجیر کے بارے میں حکم دیا اور وہ فروخت کر دی گئی۔

پھر انہوں نے اس [سے حاصل ہونے والی رقم] کے ساتھ ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اس خبر کو سنا، تو [اللہ اکبر] کہا اور فرمایا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مِنَ النَّارِ.''

[''سب تعریفیں اللہ کے لیے، کہ جنہوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو (دوزخ کی) آگ سے بچالیا۔'']

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۲۲۳۹۸، ۳۷/۸۳-۸۴؛ وسنن النسائي، کتاب الزینة، الکراهیة للنساء في إظهار الحلي والذهب ۸/۱۵۸. الفاظِ حدیث مسند امام احمد کے ہیں۔ حافظ منذری لکھتے ہیں، کہ نسائی نے اس کو [صحیح سند] کے ساتھ روایت کیا ہے اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغیب والترهیب ۱/۵۵۶؛ وصحیح الترغیب والترهیب ۱/۲۷۴؛ وصحیح النسائي ۳/۱۰۵۱).

امام نسائی کی روایت میں ہے:

''وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے طرزِ عمل کا شکوہ کیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی گردن میں پہنی ہوئی سونے کی زنجیر اتاری اور کہا: ''یہ مجھے ابوحسن رضی اللہ عنہما نے بطور تحفہ دی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور تب زنجیر ان کے ہاتھ [ہی] میں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''يَا فَاطِمَةُ! أَيَغُرُّكِ أَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ: ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ يَدِهَا سِلْسَلَةٌ مِنَ النَّارِ.'' ❶

[''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! کیا تم اس [بات] کو پسند کرتی ہو، کہ لوگ کہیں: ''رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اس کے ہاتھ میں (دوزخ کی) آگ کی زنجیر ہے؟'']

حدیث شریف سے معلوم ہونے والی باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شدید تعلق اور بہت ہی زیادہ پیار، ان پر احتساب کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہ بنا۔

۲: آنحضرت ﷺ نے احتساب میں قدرے سخت رویہ استعمال فرمایا۔ درج ذیل باتوں سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے:

ا: آپ ﷺ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کا آغاز سوالیہ جملہ سے فرمانا، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

---

❶ سنن النسائي ۸/۱۵۸.

ب: آنحضرت ﷺ کا واضح انداز میں لگی لپٹی کے بغیر سونے کی زنجیر پہننے کے سنگین انجام کو بیان فرمانا۔

ج: زنجیر کو شدت سے کھینچنا۔

د: گھر میں داخل ہونے کے باوجود بیٹھے بغیر اپنی ناراضی کا اظہار کر کے تشریف لے جانا۔

۳: دورانِ احتساب آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو احساس دلایا، کہ ان کا بلند مقام ان سے انتہائی محتاط زندگی بسر کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

۴: بلند مقام والوں کو قابل اعتراض عمل کر کے لوگوں کو بات کرنے کا موقع فراہم نہیں کرنا چاہیے۔

۵: کتنی ہی عورتیں غلط کاموں کے کرنے کے لیے خاوندوں کی پسند کا حیلہ تراشتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے ارشادِ عالی کے مقابلہ میں کسی شوہر کی چاہت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے احتساب پر عمل پیرا ہو کر اس بارے میں اپنے عقیدہ کا اظہار فرما دیا۔

۶: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری میں طرزِ عمل مثالی تھا۔ اس واقعہ میں موجود درج ذیل باتیں اس حقیقت کو اجاگر کرنے کے لیے بہت کافی ہیں۔

ا: آنحضرت ﷺ کی سونے کی انگوٹھیوں کے متعلق ناپسندیدگی کے بارے میں سنتے ہی بلاتردد سونے کی زنجیر اپنی گردن سے اتار دینا۔

ب: سونے کی زنجیر فروخت کر کے اس کی قیمت سے غلام خرید کر اللہ تعالیٰ کے لیے آزاد کر دینا۔

۷: والدین کے لیے اولاد کے متعلق حقیقی خوشی اس بات میں ہے، کہ وہ جہنم کی آگ

میں لے جانے والے اعمال سے دور ہو جائیں۔ یہ حقیقت آنحضرت ﷺ کے ارشاد عالی:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰى فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا مِنَ النَّارِ."

["سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، کہ جنہوں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دوزخ کی آگ سے بچالیا"]

ایک سوال اور اس کا جواب:

اس مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے، کہ کیا سونا پہننا عورتوں کے لیے ناجائز ہے؟ جمہور علمائے امت کی رائے میں عورتوں کے لیے سونا پہننا جائز ہے۔ مذکورہ بالا حدیث اور اسی قسم کی دیگر احادیث کے انہوں نے متعدد جوابات دیے ہیں۔ حافظ منذری لکھتے ہیں:

عورتوں کے زیور پہننے پر وعید والی احادیث میں متعدد باتوں کا احتمال ہے:

ایک یہ ہے، کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، کیونکہ خواتین کے لیے زیور پہننے کا جواز ثابت ہو چکا ہے۔

دوسری بات یہ ہے، کہ وعید صرف ان کے بارے میں ہے، جو سونے کے زیورات کی زکوٰۃ ادا نہ کریں۔

تیسری بات یہ ہے، کہ یہ وعید ان عورتوں کے متعلق ہے، جو ان زیورات سے مزین ہو کر انہیں ظاہر کریں۔

چوتھی بات یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ان کنگنوں اور انگوٹھیوں سے، ان کے وزنی ہونے کی بنا پر، منع فرمایا، کیونکہ ان کی بنا پر تکبر و غرور کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ [1] واللہ تعالیٰ اعلم.

---

[1] ملاحظہ ہو: الترغیب والترهیب ۱/۵۵۷-۵۵۹؛ نیز ملاحظہ ہو: هامش المسند للشيخ الارناؤط و رفقائه ۳۷/۸۵.

ب: عائشہ کو سخت سُست کہنے پر فاطمہ رضی اللہ عنہا کا احتساب:

امام ابو یعلی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔

آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''مَا يُبْكِيْكِ؟''

[''تمہارے رونے کا سبب کیا ہے؟'']

میں نے عرض کیا: ''مجھے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سخت سُست کہا ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوا بھیجا۔

آنحضرت ﷺ نے (ان کے آنے پر ان سے) فرمایا:

''يَا فَاطِمَةُ! سَبَبْتِ عَائِشَةَ؟''

[''اے فاطمہ! تم نے عائشہ کو سخت سُست کہا ہے؟ رضی اللہ عنہا۔]

انہوں نے عرض کیا: ''نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!''

[''جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ!'']

آپ ﷺ نے فرمایا: ''أَلَيْسَ [1] تُحِبِّيْنَ مَنْ أُحِبُّ؟''

[''کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی، جس سے میں محبت کرتا ہوں؟'']

انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں''

''وَتُبْغِضِيْنَ مَنْ أُبْغِضُ؟''

[''اور تم اس سے نفرت کرتی ہو، جس سے میں نفرت کرتا ہوں؟'']

---

[1] مسند أبی یعلیٰ مطبوعہ نسخہ میں ایسے ہی ہے۔ شاید درست اس طرح ہے: أَلَسْتِ ...... اور مطبوعہ نسخہ میں [أَلَيْسَ] کاتب کی غلطی کی بنا پر ہو۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

انہوں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''فَإِنِّي أُحِبُّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَأَحِبَّهَا.'' ❶

[''پس میں یقیناً عائشہ سے محبت کرتا ہوں، سو تم بھی اس سے محبت کرو۔'']

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''لَا أَقُوْلُ لِعَائِشَةَ شَيْئًا يُؤْذِيْهَا أَبَدًا''

[''میں کبھی بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایسی بات نہ کہوں گی، جو ان کے لیے باعث اذیت ہوگی۔'']

قصہ سے معلوم ہونے والی پانچ باتیں:

۱: عالی مقام لوگوں میں بھی بسا اوقات ناخوش گوار صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

۲: احتساب کرنے سے پیشتر آنحضرت ﷺ کا سبب احتساب کے متعلق تسلی کر لینا۔

۳: آنحضرت ﷺ کا احتساب میں اسلوب عاطفی ❷ استعمال فرمانا اور اس مقام پر اس جیسا موثر اور پر زور کوئی اور اسلوب نہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حق گوئی، کہ اپنی کہی ہوئی بات سے انکار نہ کیا۔

۵: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم ﷺ کی مثالی فرمانبرداری، کہ قابلِ اعتراض بات کہنے سے ہمیشہ دور رہنے کے عزم کا فوری اعلان۔

---

❶ مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث ٤٩٥٥-٥٩٩، ٨/٣٦٥. شیخ حسین سلیم اسد نے ایک راوی مجالد بن سعید کی بنا پر اس کو ضعیف کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٨/٣٦٥)؛ لیکن حافظ ہیثمی نے مجالد کو [حسن الحديث] قرار دیا ہے، اور باقی راویان کے متعلق کہا ہے، کہ وہ صحیح کے راویوں میں سے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے، کہ ابویعلی کے علاوہ بزار نے اس کو اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٩/٢٤٢)۔

❷ ایسا اسلوب، کہ اس میں مخاطب کے جذبات کو ابھارا جائے۔

ج: صدقہ کی کھجور منہ میں ڈالنے پر نواسوں کا احتساب:

نبی کریم ﷺ کے پیارے نواسوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی ایک ایک کھجور اپنے منہ ڈالی، تو آنحضرت ﷺ نے ان کا احتساب فرمایا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر احتساب کے متعلق امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[کِخْ کِخْ] تاکہ وہ اس کو پھینک دیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟''

[''کیا تمہیں علم نہیں، کہ یقیناً ہم صدقہ نہیں کھاتے؟''] [1]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر احتساب کے متعلق امام احمد نے ربیعہ بن شیبان سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے آپ کو کون سی بات یاد ہے؟

انہوں نے بیان کیا: میں بالا خانے پر چڑھا، تو میں نے ایک کھجور پکڑی اور اس کو اپنے منہ میں چبانا شروع کیا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''أَلْقِهَا، فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ.'' [2]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب ما يذكر في صدقة النبي ﷺ، رقم الحديث ١٤٩١، ٣/٣٥٤.

[2] المسند، رقم الحديث ١٧٣١، ٣/٢٥٥. شیخ شعیب ارناؤط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٣/٢٥٥).

[''اس کو پھینک دو، کیونکہ یقیناً ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔'']

چار قابل توجہ باتیں:

آنحضرت ﷺ کے احتساب کو اچھی طرح سمجھنے میں ان شاء اللہ العزیز درج ذیل چار باتوں کا ذکر مفید ہوگا:

ا: نواسے رضی اللہ عنہ کو جھڑکنا:

دورانِ احتساب رحمت دو عالم ﷺ نے پیارے نواسے حسن رضی اللہ عنہ کو جھڑکا۔ اس پر درج ذیل دو باتیں دلالت کرتی ہیں:

I: آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''کخ کخ'' جیسا کہ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے۔

امام ابن بطال اس کی شرح میں لکھتے ہیں: ''ابوعلی بغدادی نے بیان کیا:

"يُقَالَ لِلصَّبِيِّ إِذَا زَجَرُوْهُ عَنِ الشَّيْءِ الَّذِي يُرِيْدُ أَكْلَهُ." [1]

[''بچے کو اس کے کسی چیز کے کھانے کے ارادہ پر جھڑکنے کے لیے یہ الفاظ کہے جاتے ہیں۔'']

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

"وَهِيَ كَلِمَةٌ يُزْجَرُ بِهَا الصِّبْيَانُ عَنْ أَخْذِ شَيْءٍ." [2]

[''یہ وہ لفظ ہے، کہ اس کے ساتھ بچوں کو کسی چیز کے پکڑنے پر ڈانٹا جاتا ہے۔'']

II: آنحضرت ﷺ نے مزید فرمایا:

''أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟''

---

1. شرح صحیح البخاري لابن بطال ۳/۵۴۳.
2. المفهم ۳/۱۲۳؛ نیز ملاحظہ ہو: ریاض الصالحین ص ۱۶۱؛ وفتح الباري ۳/۳۵۵.

[کیا تمہیں معلوم نہیں، کہ یقیناً ہم صدقہ نہیں کھاتے؟'']

علامہ عینی لکھتے ہیں:

''یہ لفظ کسی ایسی چیز کے متعلق بولا جاتا ہے، جس کی حرمت وغیرہ واضح ہو، اگرچہ مخاطب اس سے آگاہ نہ (بھی) ہو اور مراد یہ ہے، کہ اتنی واضح بات تم پر کیسے مخفی رہی اور اس میں (لَا تَفْعَلْهُ) [اس کو نہ کرو] سے زیادہ سخت جھڑکی ہے۔'' ❶

۲: کھجور کو پھینکنے کا حکم دینا:

آنحضرت ﷺ نے اپنے احتساب میں صرف سرزنش کرنے پر اکتفا نہ فرمایا، بلکہ کھجور کو منہ سے پھینکنے کا حکم بھی دیا۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''كِخ كِخ. اِرْمِ بِهَا، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟'' ❷

[''کخ کخ. اس کو پھینک دو، کیا تم جانتے نہیں، کہ بے شک ہم صدقہ نہیں کھاتے؟'']

اور المسند میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کو حکم دیا:

''أَلْقِهَا يَا بُنَيَّ! أَلْقِهَا يَا بُنَيَّ! أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ.'' ❸

''اے میرے چھوٹے سے بیٹے! اس کو پھینک دو۔ اے میرے چھوٹے سے بیٹے! اس کو پھینک دو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں، کہ آلِ محمد ﷺ صدقہ نہیں کھاتے؟''

---

❶ عمدة القاري ۹/ ۸٦؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ۳/ ۳۵۵.

❷ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ......، جزء من رقم الحديث ۱٦۱ ـ(۱۰٦۹)، ۳/ ۷۵۱.

❸ المسند، جزء من رقم الحديث ۹۲٦۷، ۱۵/ ۱۵۲. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (هامش المسند ۱۵/ ۱۵۲).

۳: آنحضرت ﷺ کا کھجور کو خود منہ سے باہر نکال پھینکنا:

نبی کریم ﷺ نے دورانِ احتساب مذکورہ بالا دونوں باتوں پر بھی اکتفا نہ کیا، بلکہ اپنے پیارے نواسے رضی اللہ عنہ کے منہ سے کھجور کو خود باہر نکال پھینکا۔

صحیح بخاری میں ہے، کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما میں سے ایک نے جب [صدقہ کی] ایک کھجور منہ میں ڈالی، تو

"نَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيْهِ ." ❶

["رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا، اور اس کو ان کے منہ سے باہر نکال دیا۔"]

اور المسند میں ہے، کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

"فَأَخَذَهَا بِلُعَابِيْ ." ❷

"آنحضرت ﷺ نے اس کو میرے لعاب سمیت نکال دیا۔"

۴: کم عمری کی بنا پر ترکِ احتساب کی تجویز کو مسترد کرنا:

مجلس میں موجود ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بچے کے کھجور کھا لینے کی تجویز پیش کی، تو آپ نے اس کو مسترد فرما دیا۔

المسند کی روایت میں ہے:

فَقِيْلَ: "يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ هٰذِهِ التَّمْرَةِ لِهٰذَا الصَّبِيِّ؟"

["کہا گیا! اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! اس بچے کے یہ کھجور تناول

---

❶ ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب أخذ صدقة التمر عند صرام النخل، وهل يُتْرَك الصبي فيمس تمر الصدقة؟، رقم الحديث ١٤٨٥، ٣/٣٥٠-٣٥١.

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ١٧٢٥، ٣/٢٥١.

کرنے میں آپ کا تو کچھ حرج نہیں؟'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''وَإِنَّا آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ.''[1]

[''اور بے شک ہم آل محمد ﷺ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔'']

قصہ سے مستفاد پانچ باتیں:

۱: نواسوں سے شدید تعلق اور غیر معمولی پیار کا احتساب کی راہ میں حائل نہ ہونا۔

۲: آنحضرت ﷺ کا احتساب میں درجِ ذیل درجات استعمال فرمانا:

ا: غلطی سے آگاہ کرنا۔

ب: غلطی پر جھڑکی دینا۔

ج: غلطی کو ختم کرنے کا حکم دینا۔

د: اپنے ہاتھ سے غلط کام کو ختم کر دینا۔

۳: آنحضرت ﷺ کا اولاد کو حرام کھانے سے روکنے کا غیر معمولی اہتمام۔

۴: صغرِ سنی کا احتساب کی راہ میں رکاوٹ نہ ہونا۔

۵: بچپنے کی بنا پر احتساب نہ کرنے کی تجویز کا قابلِ توجہ نہ ہونا۔

(۱۴)

دامادوں کے ساتھ گہرا تعلق اور عمدہ معاملہ

سیرتِ طیبہ میں بحیثیت والد ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے، کہ نبی کریم ﷺ اپنے دامادوں سے خصوصی تعلق رکھتے اور ان کے ساتھ بہترین معاملہ فرماتے تھے۔ اس

---

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ۱۷۲۷، ۳/۲۰۲. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (هامش المسند ۳/۲۰۲. بچوں پر احتساب کے حوالے سے مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: بچوں کا احتساب

بارے میں درج ذیل تین ضمنی عنوانات کے تحت گفتگو کی جا رہی ہے:

ا: داماد کو دعائیں سکھلانا

ب: داماد کے لیے دعائیں

ج: دامادوں کے ساتھ بہترین معاملہ

- ا -

داماد کو دعائیں سکھلانا

ذیل میں دو مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ا: داماد کو غم اور سختی کے وقت پڑھنے والی دعا کی تعلیم:

امام احمد اور امام ابن حبان نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"لَـقَّـنَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰـؤلاءِ الْكَلِمَاتِ ، وَأَمَرَنِي إِنْ نَزَلَ بِي كَرْبٌ أَوْ شِدَّةٌ أَنْ أَقُوْلَهُنَّ:

" لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيْمُ الْحَلِيْمُ،

سُبْحَانَهُ، وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ،

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. "❶

[''رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ کلمات سکھلائے اور مجھے حکم دیا، کہ اگر مجھ پر غم یا سختی آئے، تو ان کو پڑھوں:

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہایت عزت والے اور بہت زیادہ

---

❶ المسند، رقم الحديث ٧٢٦، ٢/ ١٣٠؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقاق، باب الأذكار، ذكر الأمر بالتهليل والتسبيح لله جلّ وعلا مع التحميد لمن أصابته شدة أو كرب، رقم الحديث ٨٦٥، ٣/ ١٤٧. شیخ ارناؤط اور ان کے رفقاء نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (هامش المسند ٣/ ١٤٧). الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔

بردبار۔ وہ پاک ہیں عرش عظیم والے رب بابرکت ہیں۔ تمام جہانوں کے رب اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں ہیں۔'']

اللہ اکبر! نبی کریم ﷺ نے اپنے داماد رضی اللہ عنہ کو کس قدر عظیم تحفہ عطا فرمایا!

۲: داماد کو قرض ادا کروانے والی دعا سکھلانا:

امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک مکاتب (1) ان کے پاس آیا اور عرض کیا:

''میں حصولِ آزادی کے لیے طے شدہ رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں، اس لیے آپ میرے ساتھ تعاون کیجیے۔''

انہوں نے فرمایا:

"أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ."

''کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں، جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھلائے تھے؟ اگر تمہارے ذمہ جبل صیر (2) کے برابر بھی قرض ہو، تو اللہ تعالیٰ (ان کلمات کی وجہ سے) تمہاری طرف سے ادا کر دے گا۔''

(پھر) فرمایا: تم کہو:

"اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ سِوَاكَ." (3)

---

(1) (مکاتب): کچھ مال یا خدمت کے بدلے میں اپنے مالک سے حصول آزادی کا معاہدہ کرنے والا۔

(2) جبل صیر: ایک پہاڑ کا نام (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة صير، ٣/٦٦).

(3) جامع الترمذي، أحاديث شتى من أبواب الدعوات، باب، رقم الحديث ٣٧٩٨، ١٠/٦-٧۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ٣/١٨٠).

[''اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام کردہ چیزوں سے میری کفایت فرما دیجیے اور اپنے سوا مجھے ہر شخص سے بے نیاز فرما دیجیے۔'']

نوٹ: اس بارے میں تیسری مثال یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں کو خادم دینے کی بجائے، ہر نماز کے بعد اور رات بستر پر آنے کے بعد پڑھنے والے کلمات سکھلائے۔ ❶

-ب-

داماد کے لیے دعائیں

اس بارے میں تین شواہد ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

ا: داماد رضی اللہ عنہ کے دل کی راہنمائی اور ثبات لسان کی دعا:

امام ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا، تو میں نے عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَبْعَثُنِيْ وَأَنَا شَابٌ أَقْضِيْ بَيْنَهُمْ، وَلَا أَدْرِيْ مَا الْقَضَاءُ؟"

[''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے ان کے درمیان فیصلے کرنے کی خاطر مبعوث فرما رہے ہیں اور میں [تو] نوعمر ہوں، اور مجھے قضا کا کچھ علم نہیں۔'']

انہوں نے بیان کیا: آنحضرت ﷺ نے میرے سینے میں ضرب لگائی، پھر کہا:

"اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَثَبِّتْ لِسَانَهُ."

[''اے اللہ! اس کے دل کی راہنمائی فرمائیے اور اس کی زبان کو استقلال عطا فرمائیے۔'']

❶ اس کی تفصیل اور حوالہ اس کتاب کے صفحات ۹۰-۹۳ میں دیکھئے۔

انہوں نے بیان کیا:

"فَمَا شَكَكْتُ بَعْدُ فِي قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ." ❶

["اس کے بعد مجھے دو کے درمیان فیصلہ کرنے میں (کبھی) شک نہ ہوا۔"]

حدیث شریف سے معلوم ہونے والی دو باتیں:

ا: آنحضرت ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اظہارِ محبت اور تنبیہ کے لیے ان کے سینہ میں ضرب لگانا۔

ب: آنحضرت ﷺ کی دعا کی عظیم تاثیر۔

۲: داماد کی شفایابی کے لیے دعا:

حضرات ائمہ ابوداود الطیالسی، احمد اور ابن حبان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں مبتلائے درد تھا، اور میں کہہ رہا تھا:

"اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِي قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِي، وَإِنْ كَانَ آجِلًا فَارْفَعْنِي وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِي."

[اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آچکا ہے، تو مجھے (موت دے کر اس درد سے) چھٹکارا دیجیے اور اگر وہ دور ہے، تو مجھے قوت دیجیے اور اگر آزمائش ہے، تو مجھے صبر دیجیے۔]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "مَا قُلْتَ؟"

---

❶ سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، ذكر القضاة، رقم الحديث ۲۳۳۱، ۲/ ۳۸. شیخ البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح ابن ماجه ۲/ ۳۳).

[''تم نے کیا کہا ہے؟'']

میں نے آپ ﷺ کے روبرو (اپنی سابقہ دعا) دہرا دی۔

آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنے قدم سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: ''تم نے کیا کہا ہے؟''

میں نے (پھر) آنحضرت ﷺ کے روبرو (اپنی سابقہ دعا) دہرا دی۔

آنحضرت ﷺ نے کہا:

"اَللّٰهُمَّ عَافِهِ أَوْ اشْفِهِ."

[''اے اللہ! اس کو عافیت دیجیے'' یا (آنحضرت ﷺ نے فرمایا) ''اس کو شفا دیجیے۔'']

انہوں [یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا:

"فَمَا اشْتَكَيْتُ ذٰلِكَ الْوَجَعَ بَعْدُ." [1]

[''اس کے بعد مجھے کبھی اس درد کی شکایت نہ ہوئی۔'']

امام ابن حبان نے اپنی کتاب میں اس پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[ذِكْرُ دُعَاءِ الْمُصْطَفَى ﷺ بِالشِّفَاءِ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي

---

[1] مسند أبي داود الطيالسي، رقم الحديث ١٣٦، ١/ ١٢٢؛ والمسند، رقم الحديث ٦٣٧، ٢/ ٦٨-٦٩؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، باب إخباره ﷺ مناقب الصحابة رجالهم ونسائهم، رقم الحديث ٦٩٤٠، ١٥/ ٣٨٨-٣٨٩۔ الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] اور شیخ ارناؤوط ان کے رفقاء اور ڈاکٹر محمد ترکی نے [اس کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند للشيخ أحمد ٢/ ٥٤؛ وهامش المسند ٢/ ٦٩ (ط: مؤسسة الرسالة)؛ وهامش مسند الطيالسي ١/ ١٢٢).

طَالِبٍ رضی اللہ عنہ مِنْ عِلَّتِهِ] ❶

[مصطفیٰ ﷺ کا علی رضی اللہ عنہ کے لیے ان کی بیماری سے صحت یابی کی دعا کا ذکر]

قصہ سے معلوم ہونے والی باتیں:

ا: آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تعلق اور پیار کے اظہار اور تنبیہ کے لیے انہیں قدم مبارک سے ٹھوکر لگائی۔ آپ ﷺ بسا اوقات اپنے شاگردوں اور پیاروں کے ساتھ ایسے کرتے تھے۔ ❷

ب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے آنحضرت ﷺ کی دعائے مبارک میں ان کا احتساب بھی تھا، کہ جو کچھ تم اپنی دعا میں کہہ رہے ہو، وہ نہ کہو، بلکہ جو دعا میں نے کی ہے، وہ کرو۔

ج: آنحضرت ﷺ کی دعا کی عظیم تاثیر۔

۳: داماد سے گرمی اور سردی کا احساس ختم کرنے کی دعا:

امام ابن ماجہ نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ أَبُو ليلى يُسْمِرُ مَعَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ، فَكَانَ يَلْبَسُ ثِيَابَ الصَّيْفِ فِيْ الشِّتَاءِ وَثِيَابَ الشِّتَاءِ فِي الصَّيْفِ ."

''ابو لیلیٰ (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) سردیوں میں گرمیوں کے کپڑے اور گرمیوں میں

---

❶ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: [نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم] ص ۱۳۹۔۱۴۳۔

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ، ۱۵/ ۳۸۸.

سردیوں والے کپڑے پہنا کرتے تھے۔''

ہم نے (ابولیلیٰ سے) عرض کیا: ''اگر آپ ان سے (اس بارے میں) پوچھیں۔''

(ان کے دریافت کرنے پر) انہوں نے بیان کیا:

"إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بعثَ إِلَـيَّ، وَأَنَا أَرْمَدُ الْعَيْنَيْنِ، يَوْمَ خَيْبَرَ."

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے (غزوہ) خیبر کے موقع پر بلا بھیجا اور تب میری دونوں آنکھیں دکھ رہی تھیں۔''

میں نے عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَرْمَدُ الْعَيْنَيْنِ."

''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! بے شک میری دونوں آنکھیں دکھ رہی ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے میری آنکھوں میں تھوکا اور کہا:

"اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ."

[''اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی کو ختم کردیجئے۔'']

انہوں نے بیان کیا:

"فَمَا وَجَدْتُّ حَرًّا وَلَا بَرْدًا بَعْدَ يَوْمَئِذٍ" [1]

---

[1] صحيح سنن ابن ماجه، باب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، جزء من رقم الحديث ٩٥-١١٧، ٢٦/١. شیخ البانی نے اس کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢٦/١).
امام طبرانی نے المعجم الأوسط میں اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے اور اس کی سند کو حافظ ہیثمی نے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ١٢٢/٩).

[''اس دن کے بعد میں نے نہ کبھی گرمی کو محسوس کیا اور نہ (ہی) سردی کو۔'']

اللہ اکبر! اللہ کریم نے اپنے نبی کریم ﷺ کو کس قدر عظیم شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔

نوٹ: اس بارے میں چوتھی مثال یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہ، حسن و حسین کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہم کے لیے گندگی کی دوری اور خوب پاکیزگی کی دعا کی۔ [1]

-ج-

دامادوں کی خیر خواہی اور ان کے ساتھ بہترین معاملہ

توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں سات مثالیں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

۱: داماد کو مضرِّ صحت چیز کھانے سے روکنا اور مفید چیز کھانے کی تلقین کرنا:

حضرات ائمہ احمد، ابو داود، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت اُم المنذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا [2] سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور ان کے ساتھ علی۔ رضی اللہ عنہ۔ تھے۔ اور علی۔ رضی اللہ عنہ۔ حالت نقاہت میں تھے [3] اور ہمارے ہاں خشک کھجوروں کے لٹکائے ہوئے خوشے تھے۔ نبی کریم ﷺ ان سے کھاتے تھے۔ علی۔ رضی اللہ عنہ۔ نے بھی کھانے کی خاطر (اس کو) پکڑا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

'' مَهْ . يَا عَلِيُّ ! إِنَّكَ نَاقِهٌ.''

---

[1] اس کی تفصیل اور حوالہ کتاب کے ص ۱۴۱۔۱۴۳ میں دیکھئے۔

[2] یہ نبی کریم ﷺ کی خالاؤں میں سے تھی۔ (ملاحظہ ہو: تهذيب التهذيب ۱۲ / ۴۸۰).

[3] یعنی وہ بیماری سے تازہ تازہ ہی شفایاب ہوئے تھے۔ (ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح ۸/۴۶).

''اے علی! رُک جاؤ، بے شک تم حالت نقاہت میں ہو۔''

انہوں نے بیان کیا: ''میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے جَو اور چقندر (کا شوربہ) تیار کیا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

'' يَا عَلِيُّ ! مِنْ هٰذَا ، فَأَصِبْ ، فَإِنَّهُ أَنْفَعُ لَكَ . '' ❶

''اے علی۔رضی اللہ عنہ۔! اس سے لو، بے شک یہ تمہارے لیے زیادہ مفید ہے۔''

جامع ترمذی میں ہے:

''فَجَلَسَ عَلِيٌّ ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ . '' ❷

'' (جب آنحضرت ﷺ نے انہیں منع فرمایا) ''تو علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور نبی کریم ﷺ تناول فرماتے رہے۔''

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس چیز کے کھانے سے روکا، جو ان کی صحت کے لیے ضرر رساں تھی اور اس چیز کے کھانے کی ترغیب دی، جو ان کے لیے مفید تھی۔

---

❶ المسند ، رقم الحديث ٢٧٠٥١ ، ٤٤/ ٦٠٣ ؛ وسنن أبي داود ، كتاب الطب ، باب في الحمية رقم الحديث ٣٨٥ ، ١٠/ ٢٤٠-٢٤١؛ صحيح سنن الترمذي ، أبواب الطب ، باب ما جاء في الحمية ، رقم الحديث ١٦٥٨-٢١٢١، ٢/ ٢٠١، و سنن ابن ماجه ، أبواب الطب ، باب الحمية ، رقم الحديث ٣٤٨٥، ٢/ ٢٦٦ ؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الطب ٤/ ٤٠٧ ؛ امام ترمذی نے اس کو [حسن] ؛ امام حاکم نے [صحیح الإسناد] ؛ حافظ ذہبی نے [صحیح] اور شیخ البانی نے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٦/ ٥ ؛ المستدرك ٤/ ٤٠٧ ؛ والتلخيص ٤/ ٤٠٧ ؛ و سلسلة الأحاديث الصحيحة ، رقم الحديث ٥٩، ١/ ٨٩-٩٠). الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔

❷ صحيح سنن الترمذي ٢/ ٢٠١.

حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً کھجور کے خوشوں سے ہٹ کر نیچے بیٹھ گئے۔ رضی اللہ عنہ وأرضاہ.

نوٹ: امام ابن قیم نے حالت نقاہت میں خشک کھجوروں کے کھانے کے بُرے اثرات اور جو اور چقندر کے شوربہ کے استعمال کے فوائد کے متعلق اس حدیث کے حوالے سے بہت خوب صورت گفتگو کی ہے۔ [1]

۲: داماد کو فدیہ کے بغیر چھوڑنا:

حضرات ائمہ احمد، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''جب اہل مکہ نے (غزوہ بدر کے) اپنے قیدیوں کو چھڑانے کی خاطر مال بھیجا، تو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا نے (اپنے شوہر) ابوالعاص بن ربیع کے فدیہ کے لیے مال بھیجا، اور (اسی مال میں) خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ابوالعاص کے گھر رخصتی کے وقت کا انہیں دیا ہوا ہار ارسال کیا۔

انہوں [یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا] نے بیان کیا:

"فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيْدَةً."

[''جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا، تو آپ پر شدید رقت طاری ہوگئی''.]

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا أَسِيْرَهَا، وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا،

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: زاد المعاد ٤ / ١٠٥.

فَافْعَلُوْا."

["اگر تم مناسب سمجھو، تو اس کے لیے اس کے قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا (بھیجا ہوا) مال بھی اس کو واپس کر دو۔"]

انہوں [یعنی حضرات صحابہ] نے عرض کیا:

"نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!"

"جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ!"

انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، اور ان کا مال (بھی) انہیں لوٹا دیا۔ [1]

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضراتِ صحابہ کو اس بات کی ترغیب دی، کہ وہ ان کے داماد کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہوئے، انہیں بلا فدیہ چھوڑ دیں۔ حضرات صحابہ نے وہی کیا، جو آنحضرت ﷺ نے پسند فرمایا تھا۔

حدیث شریف میں ایک اور فائدہ:

صاحبزادی کے ارسال کردہ ہار کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ پر شدید رقّت کا طاری ہونا، آپ ﷺ کے ان سے قلبی تعلق اور گہرے لگاؤ کو بیان کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔

[1] المسند، رقم الحدیث ۲۶۳۶۲، ۳۸۱/۴۳؛ وسنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب في فداء الأسیر بالمال، رقم الحدیث ۲۶۸۹، ۲۵۴/۷؛ والمستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ۴۴/۴۔۴۵. امام حاکم نے اس کو [مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ شیخ البانی نے ابوداؤد کی [حدیث کو حسن] اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے المسند کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴۵/۴؛ والتلخیص ۴۵/۴؛ وصحیح سنن أبي داود ۵۱۳/۲؛ وهامش المسند ۳۸۱/۴۳).

۳: ا۔ بیٹی کی طرف سے داماد کو دی ہوئی امان کو برقرار رکھنا:

ب: داماد کی تکریم کا حکم دینا:

رسول کریم ﷺ نے قریش کے ایک تجارتی قافلہ پر حملہ کی غرض سے ایک دستہ روانہ کیا۔ اسلامی دستہ نے تجارتی قافلہ کے مال پر قبضہ کرلیا۔ اس تجارتی قافلہ میں ابوالعاص بھی تھے۔ وہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگئے۔ ابوالعاص رات کے وقت مدینہ طیبہ پہنچ کر اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی پناہ میں چلے گئے۔ انہوں نے اپنے والد محترم رسول کریم ﷺ کو خبر دی، تو آپ ﷺ نے ان کی دی ہوئی پناہ کو تسلیم فرمایا۔

امام حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی طرف ابوالعاص بن ربیع نے پیغام بھیجا، کہ میرے لیے اپنے والد سے امان لے لیجئے۔

انہوں نے اپنے حجرہ سے سر نکالا اور اس وقت نبی کریم ﷺ لوگوں کو نمازِ فجر پڑھا رہے تھے۔

انہوں نے کہا:

"أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِنِّي قَدْ أَجَرْتُ أَبَا الْعَاصِ."

''اے لوگو! میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب ہوں اور بے شک میں نے ابوالعاص کو امان دے دی ہے۔''

جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا:

"أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا عِلْمَ لِيْ بِهٰذَا حَتّٰى سَمِعْتُمُوْهُ. أَلَا وَإِنَّهُ يُجِيْرُ

عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَدْنَاهُمْ." ❶

''اے لوگو! تمہارے اس [بات] کے سننے تک مجھے [خود] اس بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ خبردار! سب سے کم درجہ کا مسلمان بھی سب [مسلمانوں] کی طرف سے امان دے سکتا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

[''جس کو زینب نے پناہ دی، ہم نے اس کو پناہ دی۔ بلاشبہ سب سے کم درجہ کا مسلمان بھی سب [مسلمانوں] کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے۔'' ❷

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"أَيْ بُنَيَّةَ! أَكْرِمِيْ مَثْوَاهُ، وَلَا يَخْلُصْ إِلَيْكِ، فَإِنَّكِ لَا تَحِلِّيْنَ لَهُ." ❸

[''اے میری بیٹیا! انہیں باعزت رہائش دو، (البتہ) تمہارے قریب نہ پہنچے، کیونکہ بے شک تم، اس کے لیے حلال نہیں ہو۔'']

---

❶ المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ٤/ ٤٥. شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کے [راویوں کو ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش سير أعلام النبلاء ٢/ ٢٤٨).

❷ المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ٤/ ٤٥.

❸ المرجع السابق ٣/ ٢٣٧. امام حاکم نے اس روایت کی یہ سند نقل کی ہے: "قال ابن اسحاق فحدثني يزيد بن رومان عن عروة عن عائشه رضي الله عنها." ابن اسحٰق کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "صدوق يدلّس" (تقريب ص ٤٦٧) ؛ لیکن اس روایت میں انہوں نے (حدثني) کے الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے، اس لیے ان کا مدلس ہونا، اس روایت پر اثر انداز نہ ہوگا۔ ''یزید بن رومان'' کے متعلق حافظ ابن حجر نے [ثقہ] اور عروۃ (بن الزبیر رضی اللہ عنہما) کے متعلق [ثقہ فقیہ مشہور] لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تقريب التهذيب ص ٦٠١، و ص ٣٨٩). نیز ملاحظہ ہو: الطبقات الكبرىٰ ٨/ ٣٣.

قصہ سے معلوم ہونے والی دو باتیں:

ا: آنحضرت ﷺ نے اپنے داماد ابوالعاص کو اپنی صاحبزادی کی طرف سے دی ہوئی پناہ کو برقرار رکھتے ہوئے اسلامی ریاست کی طرف سے امان عطا فرمائی۔

ب: آنحضرت ﷺ نے بیٹی کو داماد کی عزت وتکریم کا حکم دیا۔

تنبیہ:

آنحضرت ﷺ نے بیٹی کو داماد کی عزت وتکریم کے دوران شرعی حدود کی پاسداری کی واضح طور پر تلقین کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ تمہارے قریب نہ پہنچے، کیونکہ بے شک تم اس کے لیے حلال نہیں۔''

کتنے دکھ کی بات ہے، کہ بہت سے دین سے تعلق رکھنے والے گھرانوں میں دامادوں کی خاطر مدارات کرتے ہوئے رشتہ کی نزاکت کی آڑ میں شرعی حدود کو بری طرح پامال کیا جاتا ہے۔ إِلَى اللّٰهِ الشَّكْوٰى.

۴: داماد کے تجارتی قافلہ کا مال واپس کروانا:

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ:

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص کا مال حاصل کرنے والے فوجی دستے کو پیغام بھیجا:

"إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ، وَقَدْ أَصَبْتُمْ لَهُ مَالًا. فَإِنْ تُحْسِنُوْا تَرُدُّوْا عَلَيْهِ الَّذِي لَهُ، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ.

وَإِنْ أَبَيْتُمْ ذٰلِكَ، فَهُوَ فِيْ ءُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَفَاءَهُ عَلَيْكُمْ، فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهٖ."

''بے شک اس آدمی کے ساتھ ہمارے تعلق کو تم یقیناً سمجھتے ہو اور تم نے

اس کا مال لے لیا ہے۔ اگر تم بطورِ احسان اسے مال واپس کردو، تو بلاشبہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔ اور اگر انکار کرو، تو یہ مال فیء [1] ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے اور تم اس کے زیادہ حق دار ہو۔''

انہوں نے عرض کیا:

''یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلْ نَرُدُّهُ عَلَیْهِ.''

[''یا رسول اللہ ﷺ بلکہ ہم اس کو [مال] واپس کردیتے ہیں]

اس [یعنی راوی] نے بیان کیا:

''فَرَدُّوْا عَلَیْهِ مَالَهُ، حَتّٰی إِنَّ الرَّجُلَ لَیَأْتِيْ بِالْحَبْلِ، وَیَأْتِيْ الرَّجُلُ بِالشَّنَّةِ وَالْاِدَاوَةِ، حَتّٰی إِنَّ أَحَدَهُمْ لَیَأْتِيْ بِالشِّظَاظِ، حَتّٰی رَدُّوْا عَلَیْهِ مَا لَهُ بِأَسْرِهِ، لَا یَفْقِدُ مِنْهُ شَیْئًا.''

[''انہوں نے اس کا مال واپس کردیا، یہاں تک کہ کوئی آدمی رسی لا رہا ہے، کوئی چھوٹی پرانی مشک اور برتن لا رہا ہے، یہاں تک کہ کوئی دو ڈولوں کے درمیان ڈالنے والی لکڑی بھی لے کر آیا۔ اس طرح انہوں نے اس کا پورا مال واپس کردیا اور اس نے اس میں سے کچھ بھی کم نہ پایا۔'']

پھر وہ مال لے کر مکہ (مکرمہ) چلے گئے اور قریش میں سے جس جس شخص نے انہیں مال دیا تھا، اس کا مال اسی کو واپس کردیا۔ پھر انہوں نے کہا:

''یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ! هَلْ بَقِيَ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ عِنْدِيْ مَالٌ، لَمْ

---

[1] کافروں سے لڑائی کے بغیر حاصل شدہ مال۔

يَأْخُذْهُ“

[”اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا مال باقی ہے، جو کہ اس نے نہ لیا ہو؟“]

انہوں نے جواب دیا:

”لَا ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا ، فَقَدْ وَجَدْنَاكَ وَفِيًّا كَرِيْمًا . “

[نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دیں، ہم نے آپ کو بہت باوفا اور کریم پایا ہے۔]

انہوں نے کہا:

”فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . وَمَا مَنَعَنِي مِنَ الْإِسْلَامِ عِنْدَهُ إِلَّا تَخَوُّفًا أَنْ تَظُنُّوْا أَنِّي إِنَّمَا أَرَدْتُّ أَخْذَ أَمْوَالِكُمْ؟ فَلَمَّا أَدَّاهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْكُمْ ، وَفَرَغْتُ مِنْهَا ، أَسْلَمْتُ . “

[”پس یقیناً میں گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ بلاشبہ محمد ﷺ ان کے بندے اور ان کے رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے روبرو اسلام لانے سے، مجھے صرف اس خدشہ نے روکا، کہ تم یہ گمان کرو گے، کہ میں تمہارے مالوں کو ہڑپ کرنا چاہتا ہوں، (اب) جب کہ اللہ تعالیٰ نے وہ (مال) ادا کروا دیئے ہیں اور میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکا ہوں، تو میں مسلمان ہوتا ہوں۔“]

پھر وہ (مکہ مکرمہ) سے نکلے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہو گئے۔ ❶

قصہ سے معلوم ہونے والی دو باتیں:

ا: آنحضرت ﷺ نے حضرات صحابہ کو ترغیب دے کر اپنے داماد ابوالعاص کا مال واپس کروایا۔ اور ترغیب بہت پُر زور اور موثر انداز سے دی۔ ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: [بے شک اس آدمی کے ساتھ ہمارے تعلق کو تم یقیناً سمجھتے ہو......] اور پھر فرمایا [اگر تم بطور احسان اس کو مال واپس کر دو، تو بلاشبہ ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔]

ب: آنحضرت ﷺ کے بہترین سلوک کا اثر کس قدر رہا......! مکہ مکرمہ پہنچ کر قریش کا مال واپس کر دینے کے فوراً بعد اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور ساتھ یہ بھی بتلایا کہ ان کا ارادہ تو رسول کریم ﷺ کے رُوبرو ہی یہ اعلان کرنے کا تھا، لیکن قریش کی بدگمانی کے خدشے کے پیش نظر ایسے نہ کیا۔

۵: داماد کی سچ گوئی اور ایفائے عہد کی برسرِ منبر تعریف:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي

---

❶ المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ۳/۲۳۷. امام حاکم نے اس کی یہ سند نقل کی ہے: قال ابن اسحق وحدثني عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن عمرة عن عائشة رضي الله عنها. ابن اسحاق کے بارے میں بات گزر چکی ہے۔ (ملاحظہ ہو اس کتاب کا ص ۱۲۸)۔ عبداللہ بن ابی بکر کے متعلق حافظ ابن حجر نے [ثقة من الخامسة] اور عمرۃ (بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارة الأنصارية) کے متعلق [ثقة من الثالثة] لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تقریب التہذیب ص ۷۵۰)۔

مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ . قَالَ:

"حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَأَوْفَى لِي." ❶

"پھر آنحضرت ﷺ نے (دورانِ خطبہ) بنو عبد شمس کے اپنے داماد کا ذکر کیا اور دامادی کے تعلق (کے نبھانے) میں ان کی تعریف کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے جو بات مجھ سے کہی، سچ کہی اور مجھ سے جو وعدہ کیا، اسے پورا کیا۔"

خطبہ میں آنحضرت ﷺ کا اشارہ اپنے داماد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی طرف تھا، ❷ کہ انہوں نے غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں کی قید سے آزاد ہوتے وقت آنحضرت ﷺ سے کیا ہوا اپنا وعدہ کو پورا کیا اور نبی ﷺ کی صاحبزادی کو مدینہ طیبہ بھیج دیا۔

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے داماد کی برسرِ منبر تعریف کی۔ اور اس میں ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے، جن کے ہاں رشتہ داروں بالخصوص دامادوں کے بارے میں شکوہ کے سوا کچھ اور موجود ہی نہیں۔

۶: داماد کے مسلمان ہونے پر بیٹی کو ان کی زوجیت میں لوٹا دینا:

نبی کریم ﷺ کے اپنے دامادوں کے ساتھ اعلیٰ برتاؤ کے شواہد میں سے ایک یہ ہے، کہ جب ابو العاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہوکر مدینہ طیبہ آئے، تو آنحضرت ﷺ نے

---

❶ متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب فرض الخمس، باب ما ذُكِر من درع النبي ﷺ ......، جزء من رقم الحديث ٣١١٠، ٦/ ٢١٢-٢١٣؛ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة بنت النبي ﷺ، رضي الله عنها، جزء من رقم الحديث ٩٥-(٢٤٤٩)، ٤/ ١٩٠٣. الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

❷ شرح النووي ١٦/ ٤.

اپنی صاحب زادی زینب رضی اللہ عنہا ان کی زوجیت میں لوٹا دی۔ حضرات ائمہ احمد، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلٰى أَبِي الْعَاصِ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ لَمْ يُحْدِثْ شَيْئًا." ❶

["رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا پہلے نکاح کے ساتھ ہی ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو لوٹا دی۔ آنحضرت ﷺ نے کوئی نئی چیز (مقرر) نہ کی۔"]

ایک دوسری روایت میں ہے:

"وَلَمْ يُحْدِثْ شَهَادَةً وَلَا صَدَاقًا" ❷

["اور آنحضرت ﷺ نے از سرِ نو نہ کوئی گواہ ٹھہرایا اور نہ ہی حق مہر مقرر کروایا۔"]

---

❶ المسند، رقم الحديث ١٨٧٦، ٣٦٩/٣؛ وسنن أبي داود، تفريع أبواب الطلاق، باب إلى متى تردّ عليه امرأته إذا أسلم بعدها؟ رقم الحديث ٢٢٣٧؛ ٢٣٠/٦؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ٤٦/٤. شیخ ارناؤوط اوران کے رفقاء نے المسند کی [سند کو حسن] اور شیخ البانی نے سنن ابی داود کی حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٣٦٩/٣؛ وصحيح سنن أبي داود ٤٢١/٢ـ٤٢٢). الفاظ حدیث سنن اَبی داود کے ہیں۔

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ٢٣٦٦، ١٩٥/٤. نوٹ: امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی ابوالعاص رضی اللہ عنہما کی طرف نئے حق مہر اور نئے نکاح کے ساتھ لوٹائی۔ (المسند، رقم الحديث ٦٩٣٨، ٥٢٩/١١). لیکن امام احمد نے اس حدیث کو [ضعیف] قرار دیا ہے اور لکھا ہے، کہ صحیح حدیث وہی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کے پہلے نکاح کو برقرار رکھا۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٥٣٠/١١). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے بھی اس حدیث کی [سند کو ضعیف] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٥٢٩/١١). اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ شرح الحافظ ابن القيم لمختصر سنن أبي داود ٢٣٠/٦ـ٢٣٣؛ وزاد المعاد ١٣٣/٥ـ١٤٠).

۷: عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں پہلی بیٹی کی وفات پر انہیں دوسری بیٹی کا رشتہ دینا:

نبی کریم ﷺ کے دامادوں کے ساتھ حسن سلوک کے شواہد میں سے ایک یہ ہے، کہ جب آنحضرت ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، کا انتقال ہوا، تو آپ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت امِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کردیا، اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی، کہ انہوں نے یہ نکاح وحیِ الٰہی سے کیا ہے۔ امام طبرانی نے حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ."❶

''میں نے ام کلثوم کو عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آسمان سے آنے والی وحی ہی کی بنا پر دیا ہے۔''

(۱۵)

اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر

دنیا کے سنگین صدموں میں سے ایک اولاد کی وفات کا صدمہ ہوتا ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو اس صدمے کا متعدد مرتبہ سامنا کرنا پڑا۔ سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آپ ﷺ کو اپنی ساری اولاد کی موت کی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپ ﷺ نے کمال صبر و استقامت سے اس دکھ کو برداشت کیا۔❷ توفیقِ الٰہی سے

---

❶ منقول از: مجمع الزوائد و منبع الفوائد، كتاب المناقب، باب تزويجه ﷺ (أي عثمان)، ۹/ ۸۳. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ طبرانی نے [المعجم] الکبیر اور الأوسط میں اس کو روایت کیا ہے اور سابقہ شواہد کی بنا پر اس کی [سند حسن] ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹/ ۸۳)۔ سابق شواہد سے مراد وہ روایات ہیں، جو کہ حافظ ہیثمی نے اپنی کتاب [مجمع الزوائد] کے اسی باب میں اس سے پہلے ذکر کی ہیں۔

❷ آنحضرت ﷺ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔ چار بیٹیوں اور دو بیٹوں، ⇦⇦⇦

اسی سلسلے میں چار مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

۱: بیٹی کی وفات پر صبر:

امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا:

"شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

قَالَ: "وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ."

قَالَ: "فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ." (1)

["ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی [کے جنازے میں] حاضر ہوئے۔

انہوں نے بیان کیا: "رسول اللہ ﷺ قبر پر تشریف فرما تھے۔"

انہوں نے بیان کیا: "پس میں نے دیکھا، کہ آنحضرت ﷺ کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔"

بیٹیوں سے بہت ہی گہرے تعلق اور پیار کرنے والے مشفق اور مہربان باپ اپنی آنکھوں کو آنسو بہانے سے تو روک نہ سکے، لیکن اپنی زبان مبارک سے ایک لفظ بھی ایسا نہ نکالا، جو صبر کے منافی ہو۔ فَصَلَوَاتُ رَبِّيْ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

⇦⇦⇦ کل چھ کے ہونے پر، تو اتفاق ہے۔ اس سے زائد تعداد میں اختلاف ہے۔ علاوہ ازیں اس بات پر بھی اتفاق ہے، کہ سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آپ ﷺ کی تمام اولاد آپ کی زندگی میں فوت ہوگئی۔ (ملاحظہ ہو: جوامع السيرة ص ٣٨۔ ٤٠؛ وزاد المعاد ١/١٠٣۔١٠٤؛ والفصول في سيرة الرسول ﷺ ص ٢٤١۔ ٢٤٢؛ وسيرة النبي ﷺ مصنفہ مولانا نعمانی ومولانا ندوی ص ٢٥٤۔٢٥٩.

(1) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ: "يُعَذَّبُ الميت ببعض بكاء أهله عليه إذا كان النوح من سنته"،...... جزء من رقم الحديث ١٢٨٥، ٣/١٥١.

ب: بیٹے کی وفات پر صبر:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی أَبِیْ سَیْفِ الْقَیْنِ - وَکَانَ ظِئْرًا لِإبْرَاهِیْمَ رضی اللہ عنہ - فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ إِبْرَاهِیْمَ، فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ."

["ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ابوسیف لوہار کے ہاں گئے ___ اور وہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے رضاعی والد تھے ___ رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کو پکڑا، انہیں بوسہ دیا اور سونگھا"

ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَیْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ۔ وَإِبْرَاهِیْمَ یَجُوْدُ بِنَفْسِهِ۔ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ: "وَأَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟"

فَقَالَ: "یَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ."

ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَی، فَقَالَ:

"إِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ، وَلَا نَقُوْلُ إِلَّا مَا یُرْضٰی رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا إِبْرَاهِیْمُ! لَمَحْزُوْنُوْنَ." [1]

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ: إِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ، رقم الحدیث ۱۳۰۳، ۳/۱۷۲-۱۷۳؛ وصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمة ﷺ الصبیان والعیال، وتواضعه، وفضل ذلك، رقم الحدیث ۶۲- (۲۳۱۵)، ۴/۱۸۰۷-۱۸۰۸. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

[''پھر ہم اس کے بعد ان کے پاس گئے۔ (اور تب) ابراہیم دم توڑ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں۔ (یہ دیکھ کر) عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ۔ ﷺ۔ آپ بھی (رو رہے ہیں)؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن عوف! یہ تو یقیناً رحمت ہے۔''

پھر آنحضرت ﷺ دوبارہ روئے اور فرمایا:

''بے شک آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، دل غمگین ہے، لیکن ہم صرف وہ ہی کہتے ہیں، جس کو ہمارا رب پسند کرتا ہے۔ اے ابراہیم! بلاشبہ ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔''

بیٹے کی وفات معمولی صدمہ نہیں، اور خصوصاً جب کہ وہ بیٹا بڑھاپے میں ملا ہو [1]، باپ کا اکلوتا فرزند ہو، اس سے پہلے اس کے ایک یا ایک سے زیادہ بھائی فوت ہو چکے ہوں، لیکن اس سب کچھ کے باوجود نبی کریم ﷺ نے توفیقِ الٰہی سے کمال ہمت سے اس عظیم صدمے پر کمال صبر کیا۔ فَصَلَوَاتُ رَبِّيْ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

ج: نواسی کی شدّتِ مرض پر صبر:

امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ

"أَنَّ ابْنَةً لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ۔ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ۔ رضی اللہ عنہم۔ نَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَتْ، فَاشْهَدْنَا."

---

[1] ملاحظہ ہو: جوامع السيرة ص ۳۸۔۳۹، وزاد المعاد ۱/۱۰۳۔۱۰۴؛ والفصول فی سیرة الرسول ﷺ ص ۲۴۱۔۲۴۲؛ وفتح الباري ۳/۱۷۴. وسيرة النبي ﷺ ص ۲۵۸۔۲۵۹.

[بے شک نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا: ''ہمارا خیال ہے، کہ میری بیٹی کی وفات کا وقت آ چکا ہے، اس لیے آپ ہمارے ہاں تشریف لائیے'' اور اس وقت وہ (اسامہ)، سعد اور ابی رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے]

"فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ ، وَيَقُوْلُ:

"إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ مُسَمًّى، فَلْتَحْتَسِبْ، وَلْتَصْبِرْ."

[آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام بھیجا، اور فرمایا (یعنی یہ پیغام بھی ارسال کیا): ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، جو انہوں نے لے لیا اور جو انہوں نے عطا فرمایا اور ہر چیز کا ان کے ہاں (وقت) مقرر ہے، پس تم ثواب کی امید رکھو اور صبر کرو۔'']

"فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ."

[پھر انہوں نے قسم دے کر پیغام بھیجا]

"فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا، فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِيْ حَجْرِ النَّبِيِّ ﷺ، وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ ﷺ."

[نبی کریم ﷺ اٹھے اور ہم بھی (آپ ﷺ کے ساتھ جانے کے لیے) اٹھے، بچی کو اٹھا کر نبی کریم ﷺ کی گود میں رکھا گیا اور اس کی سانس کے اٹکنے کی بنا پر آواز پیدا ہو رہی تھی (یہ حال دیکھ کر) نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔]

سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

"مَا هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟"

[''یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''هٰذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ، وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءَ.''❶

[یہ رحمت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں چاہتے ہیں، ڈال دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم فرماتے ہیں۔'']

آنحضرت ﷺ کو پیغام بھیجنے والی آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا، اور جان کنی کے عالم میں ان کی بیٹی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اللہ کریم نے اپنے فضل و کرم سے انہیں شفا عطا فرمائی اور اس کے بعد وہ ایک مدت تک زندہ رہیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہی کو اٹھا کر نماز ظہر یا نماز عصر پڑھائی تھی۔❷، ❸

آنحضرت ﷺ نے اپنی نواسی کو نزع کے عالم میں دیکھ کر بھی صبر کو نہ چھوڑا۔ آپ ﷺ کا ان سے گہرا تعلق اور شدید پیار انہیں اٹھا کر نماز پڑھانے سے عیاں ہے، لیکن اس کے باوجود آنکھوں سے آنسو بہنے کے علاوہ آپ ﷺ نے شدت غم میں بھی صبر کے منافی ایک لفظ بھی نہ فرمایا اور نہ ہی کوئی ایسا کام کیا۔ فَصَلَوَاتُ رَبِّي وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

حدیث شریف میں دیگر فوائد:

حدیث شریف میں متعدد دیگر فوائد میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱: آنحضرت ﷺ کا اپنی صاحبزادی کے ساتھ غیر معمولی تعلق، کہ جب انہوں نے

---

❶ صحيح البخاري، كتاب المرضى، باب عيادة الصبيان، رقم الحديث ٥٦٥٥، ١١٨/١٠.

❷ ملاحظہ ہو: اس کتاب کے صفحات ۳۰۔۳۲۔

❸ ملاحظہ ہو: فتح الباري ١٥٦/٣.

قسم دے کر پیغام بھیجا، تو آپ ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت ان کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔

۲: آنحضرت ﷺ کا اپنی نواسی سے گہرا لگاؤ، کہ بیمار نواسی کو آپ ﷺ کی گود میں رکھا گیا، تو ان کی سنگین حالت دیکھ کر آپ ﷺ اپنے آنسو ضبط نہ کر سکے۔

ھ: نواسے کی وفات پر صبر:

امام بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایک بیٹا بیمار ہوا، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلانے کے لیے پیغام بھیجا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اِرْجِعْ ، فَإِنَّ لَهُ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَبْقَى ، وَكُلٌّ لِأَجَلٍ بِمِقْدَارٍ ."

[''واپس جاؤ (اور یہ پیغام پہنچا دو) پس یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، جو انہوں نے لے لیا ہے اور جو انہوں نے باقی رہنے دیا ہے اور ہر ایک کے لیے ایک مقررہ مدت ہے۔'']

جب بچے کی جان کنی کا وقت آیا تو، انہوں نے (دوبارہ) پیغام ارسال کیا۔

اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا: "قُوْمُوْا ."

[''اٹھو'']

"فَلَمَّا جَلَسَ ، جَعَلَ يَقْرَأُ ﴿فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَأَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ﴾ [1] حَتَّى قُبِضَ ، فَدَمِعَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ." [2]

---

[1] سورة الواقعة / الآيتان ٨٣-٨٤.

[2] منقول از: مجمع الزوائد، كتاب الجنائز، باب ما جاء في البكاء، ٣/١٨. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اس کو بزار نے روایت کیا ہے۔ اس میں (ایک راوی) اسماعیل بن موسیٰ کی ہے، ان میں کلام ہے، (لیکن) ان کی توثیق کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٣/١٨).

[جب آنحضرت ﷺ (وہاں پہنچ کر) بیٹھے، تو آپ نے تلاوت کرنی شروع کی [ترجمہ: پس ایسا کیوں نہیں، کہ جب وہ (جان) حلق کو پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت (مجبور محض ہو کر) دیکھ رہے ہوتے ہو۔]

یہاں تک کہ (بچے کی روح) قبض کر لی گئی، تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔]

اس حدیث شریف میں بھی یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے نواسے کی وفات پر صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔

حدیث شریف میں دیگر فوائد:

سابقہ حدیث شریف کی طرح اس حدیث میں بھی آنحضرت ﷺ کا صاحبزادی سے گہرا تعلق اور نواسے سے شدید لگاؤ واضح ہے۔

(۱۶)

شدتِ غم کے باوجود بیٹیوں کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کرنا

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، کہ سیرتِ طیبہ میں ایک نمایاں بات آنحضرت ﷺ کا اپنی بیٹیوں کے معاملات سے خصوصی دلچسپی رکھنا ہے۔ اسی اہتمام کا ایک مظہر ان کی وفات کے موقع پر، آنحضرت ﷺ کا شدید غم کے باوجود، ان کے غسل، تجہیز و تکفین اور تدفین کے معاملات کی براہِ راست نگرانی فرمانا ہے۔ توفیقِ الٰہی سے ذیل میں اس سلسلے میں تین واقعات پیش کیے جا رہے ہیں:

۱: بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دینے کے متعلق ہدایات دینا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

" دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ [1] حِیْنَ تُوُفِّیَتْ ابْنَتُہٗ، [2] فَقَالَ:

"اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ.
فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي."

جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی فوت ہوئی، تو آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:
انہیں بیری کے پتے ملے ہوئے پانی کے ساتھ تین یا پانچ مرتبہ غسل دو۔ اگر مناسب سمجھو، تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو۔ اور آخر میں کافور یا کچھ کافور استعمال کرلینا۔
جب تم (انہیں غسل دینے سے) فارغ ہوجاؤ، تو مجھے اطلاع کرنا۔"
جب ہم فارغ ہوئیں، تو ہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دی، تو آپ نے ہمیں اپنی چادر دی اور فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم میں ہے: ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَہٗ." رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے۔" (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب في غسل المیت، جزء من رقم الحدیث ۳۶۔ (۹۳۹)، ۲/۶۴۶).

[2] صحیح مسلم میں ہے: ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "لَمَّا مَاتَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا...... الحدیث۔ (المرجع السابق، جزء من رقم الحدیث ۴۰۔ (۹۳۹)، ۲/۶۴۸).

''أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ.'' تَعْنِي إِزَارَهُ.'' ❶

''انہیں اس میں لپیٹ دو'' یعنی آپ ﷺ کی چادر میں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک دوسری روایت میں ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غُسْلِ ابنتهِ:

''ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا.'' ❷

بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کے غسل کے متعلق ان سے فرمایا:

[ان کی دائیں طرف اور وضو کی جگہوں سے (غسل کی) ابتدا کرنا'']

نبی کریم ﷺ کا اپنی صاحبزادیوں سے قلبی تعلق چنداں محتاج بیان نہیں۔ ان کی تکلیف اور خصوصاً وفات پر آنحضرت ﷺ کے غم واندوہ کی کیفیت احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں، لیکن اس سب کچھ کے باوجود صاحبزادی کے صحیح طریقہ پر غسل کروانے کا اہتمام آپ ﷺ کے ایک ایک لفظ سے ٹپک رہا ہے۔ فَصَلَوَاتُ رَبِّيْ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

ب: بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر کے کنارے بیٹھ کر تدفین کروانا:

امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں

---

❶ متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب غسل المیت ووضوئه بالماء والسدر، رقم الحدیث ۱۲۵۳، ۳/۱۲۵؛ وصحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب في غسل المیت، رقم الحدیث ۳۶۔ (۹۳۹)، ۲/۶۴۶. الفاظِ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

❷ متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب یبدأ بمیامن المیت، رقم الحدیث ۱۲۵۵، ۳/۱۳۰؛ وصحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب في غسل المیت، رقم الحدیث ۴۳۔ (۹۳۹)، ۲/۶۴۸. الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

نے بیان کیا:

"شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ."

قَالَ: "وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ.

قَالَ: "فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ."

قَالَ: فَقَالَ: "هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ؟"

[''ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی (کے جنازے میں) حاضر تھے''

انہوں نے بیان کیا: ''اور رسول اللہ ﷺ قبر (کے کنارے) پر تشریف فرما تھے''

انہوں نے بیان کیا: ''اور میں نے دیکھا، کہ آنحضرت ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے، جس نے آج شب ہم بستری نہ کی ہو؟''

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''میں (ہوں)۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: فَانْزِلْ''

''تم (قبر میں) اترو''

انہوں نے بیان کیا: ''سو وہ ان کی قبر میں اترے۔''[1]

سبحان اللہ! صاحبزادی کی وفات پر آنحضرت ﷺ ان کی قبر کے کنارے بیٹھے بنفس نفیس ان کی تدفین کی نگرانی فرما رہے ہیں۔ اس میں نہ تو کوئی مشغولیت آڑے

[1] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ: "يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه إذا كان النوح من سنته، رقم الحديث ۱۲۸۵، ۳/۱۵۱.

آئی اور نہ ہی رنج والم کی شدت۔ فَصَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

ج: ایک بیٹی کی قبر کے کنارے بیٹھے دوسری بیٹی کے آنسو پونچھنا:

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئی، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اِلْحَقِي بِسَلَفِنَا الْخَيْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ."

["ہمارے بہترین سلف (یعنی ہم سے پہلے فوت ہونے والے) عثمان بن مظعون کے ساتھ مل جاؤ"]

انہوں نے بیان کیا: "عورتیں رونے لگی، تو عمر رضی اللہ عنہ سے انہیں اپنی چھڑی سے مارنا شروع کیا۔ اس پر نبی کریم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ، وَإِيَّاكُنَّ وَنَعِيْقَ الشَّيْطَانِ."

"انہیں رونے دو۔ اور (اے عورتو) شیطان کی چیخ و پکار سے اجتناب کرنا۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَهْـمَـا يَـكُنْ مِنَ الْقَلْبِ وَالْعَيْنِ فَمِنَ اللّٰهِ وَالرَّحْمَةِ، وَمَهْمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَاللِّسَانِ فَمِنَ الشَّيْطَانِ."

"جو کچھ دل اور آنکھ سے ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور (اس کا باعث) شفقت ہے اور جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ہو، تو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔"

وَقَـعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلَـى شَفِيْرِ الْقَبْرِ، وَفَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا إِلَـى جنبه تَبْكِيْ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَـمْسَحُ عَيْنَ فَاطِمَةَ

بِثَوْبِهِ رَحْمَةً عَلَيْهَا." [1]

[اور رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے پر تشریف فرما ہوئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پہلو میں بیٹھی رو رہی تھیں۔ نبی کریم ﷺ ازراہِ شفقت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے اپنے کپڑے سے آنسو پونچھ رہے تھے۔]

بیٹیوں کے باپ ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادیوں کے ساتھ کس قدر شفیق و مہربان تھے! غم و اندوہ کی شدت ملاحظہ فرمایئے: ایک صاحبزادی قبر میں اتاری جارہی ہے اور دوسری پہلو میں بیٹھی رو رہی ہے۔ قبر میں اتاری جانے والی بیٹی کی تدفین اپنی نگرانی میں کروا رہے ہیں اور رونے والی بیٹی کے آنسوؤں کو خود اپنے کپڑے سے پونچھ رہے ہیں۔ فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي وَصَلَوَاتُ رَبِّي وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ.

(۱۷)

بیٹیوں کو صبر کی تلقین

سیرتِ طیبہ سے یہ بات بھی ثابت ہے، کہ نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادیوں کو صبر کی تلقین فرماتے۔ نہ صرف یہ، بلکہ مصیبت کے آنے سے پہلے ذہنی طور پر انہیں مصیبت پر صبر کرنے کے لیے تیار فرماتے۔ ذیل میں اس بارے میں توفیقِ الٰہی سے دو واقعات پیش کیے جارہے ہیں:

---

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ۳۱۰۳، ۵/۴۱. شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۵/۴۱).

تنبیہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر موجودگی کے متعلق شیخ احمد شاکر نے لکھا ہے: "فَالظَّاهِرُ أَنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْمَقَابِرِ، لِأَنَّ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْن رضي الله عنه مَاتَ عَقِبَ غَزْوَةِ بَدْرٍ سَنَةَ ۲ مِنَ الْهِجْرَةِ." (المرجع السابق ۵/۴۱-۴۲). [ظاہر یہ ہے کہ، بے شک یہ عورتوں کو قبرستان کی زیارت سے روکنے سے پہلے کا واقعہ ہے، کیونکہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ۲ھ میں ہونے والے غزوہ بدر کے متصل بعد ہوئی۔]

ا: حالتِ نزع میں موجود نواسے کے فوت ہونے پر بیٹی کو صبر کی تلقین:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَسُوْلُ إِحْدَى بَنَاتِهِ تَدْعُوْهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ."

[''ہم نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے، کہ آنحضرت ﷺ کی ایک بیٹی کا قاصد یہ پیغام لے کر آیا، کہ ان کا بیٹا حالتِ نزع میں ہے اور وہ آپ ﷺ سے تشریف لانے کے لیے عرض کر رہی ہیں۔'']

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اِرْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى، فَمُرْهَا، فَلْتَصْبِرْ، وَلْتَحْتَسِبْ."[1]

[''(اس کے پاس) واپس جاؤ اور اس کو بتلاؤ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، جو انہوں نے لے لیا اور انہی کے لیے ہے، جو انہوں نے دیا اور ہر چیز ان کے ہاں ایک مقررہ مدت کے لیے ہے۔ اس کو حکم دو، کہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے حصول کی نیت کرے۔'']

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ ابھی بچے کی وفات نہ ہوئی تھی، بلکہ حافظ ابن

[1] متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿قل ادعوا الله أو ادعوا الرحمن...... الآية، جزء من رقم الحديث ۷۳۷۷، ۱۳/ ۳۵۸؛ وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، جزء من رقم الحديث ۱۱۔(۹۲۳)، ۲/ ۶۳۵. الفاظِ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

حجر نے لکھا ہے، کہ جب آنحضرت ﷺ نے معاملہ اللہ تعالیٰ کو سونپ دیا اور بیٹی کو صبر کرنے کی نصیحت فرمائی، تو اللہ تعالیٰ نے مریض کو عافیت عطا فرما دی۔ [1] اس طرح نبی کریم ﷺ نے بیٹی کو بچے کی وفات سے قبل ہی صبر و احتساب کی نصیحت فرمائی۔

ب: بیٹی کو اپنی وفات کی خبر دیتے وقت تقویٰ و صبر کی تلقین:

امام بخاری اور امام مسلم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''ہم نبی کریم ﷺ کی تمام بیویاں آپ کے پاس تھیں۔ ان میں سے کوئی بھی وہاں سے گئی نہ تھی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتے ہوئے آئیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے مختلف نہ تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا، تو خوش آمدید کرتے ہوئے فرمایا:

''مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ.''

''میری بیٹی کو خوش آمدید''

پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھایا، پھر ان سے سرگوشی کی، تو وہ شدید رونے لگ گئیں۔

جب آنحضرت ﷺ نے ان کے غم کو دیکھا، تو دوبارہ ان کے کان میں بات کی، تو وہ ہنسنے لگی۔ سب بیویوں میں سے میں نے ان سے کہا: ''آنحضرت ﷺ نے ہم سب کو چھوڑ کر آپ کو سرگوشی کا شرف بخشا، پھر بھی رو رہی ہیں؟''

---

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري: ۳/۱۵۶.

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے، تو میں نے آنحضرت ﷺ کی ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا۔

انہوں نے جواب دیا: ''میں رسول اللہ ﷺ کا راز افشا کرنے والی تو نہیں ہوں۔''

جب آنحضرت ﷺ فوت ہو گئے، تو میں نے ان سے کہا: ''آپ پر میرا جو حق ہے، اس کی بنا پر میں آپ کو تاکید کرتی ہوں، کہ مجھے وہ بات بتلا دیجئے۔''

انہوں نے جواب دیا: ''ہاں، اب بتلا سکتی ہوں۔''

پھر انہوں نے مجھ سے بیان کیا:

"أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي:

أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَأَنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ، فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ لَكِ."

''جب آنحضور ﷺ نے پہلی مرتبہ سرگوشی کی تھی، تو آپ نے مجھے خبر دی تھی، کہ بے شک جبریل ہر سال مجھ سے قرآن (کریم) کا ایک مرتبہ دور کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو دفعہ دور کیا۔ میرا یہی خیال ہے، کہ موت کا وقت یقیناً قریب آ پہنچا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اور صبر کرنا، کیونکہ بے شک میں تمہارے لیے بہترین آگے جانے والا ہوں۔''

انہوں نے (بیان کرتے ہوئے مزید) فرمایا: ''جیسا کہ آپ نے دیکھا میں نے

رونا شروع کر دیا۔

جب آنحضرت ﷺ نے میری پریشانی دیکھی، تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا:

"یَا فَاطِمَةُ! أَلَا تَرْضَیْنِ أَنْ تَکُوْنِيْ سَیِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ؟" أَوْ "سَیِّدَةُ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟" [1]

"اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کیا تو اس بات پر راضی نہیں، کہ تم (جنت میں) ایمان والی عورتوں کی سردار ہو؟" یا [2] (آنحضرت ﷺ نے فرمایا): "تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟"

اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی کو اپنی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے ہی اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے اور صبر کرنے کی نصیحت فرمائی۔"

آنحضرت ﷺ کے صاحبزادی کو قبل از وقت خبر دینے میں۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔ یہ حکمت بھی تھی، کہ وہ ذہنی طور پر اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کے لیے کسی حد تک تیار ہو جائیں۔

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب الاستئذان، باب من ناجی بین یدي الناس، ، رقم الحدیث ٦٢٨٥، ٦٢٨٦، ١١/٧٩-٨٠؛ وصحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمه رضي الله عنها بنت النبي ﷺ، رقم الحدیث ٩٨- (٢٤٤٩)، ٤/١٩٠٤-١٩٠٥- الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

[2] راوی کو شک ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے دونوں میں سے کون سا جملہ ارشاد فرمایا۔

حدیث شریف میں دیگر چار فوائد:

۱: بیٹی کی پریشانی کے موقع پر باپ کا اس کو دلاسا دینا۔

۲: تسلی دینے کی خاطر سچی بات پر اکتفا کیا جائے۔

۳: فتنہ کا ڈر نہ ہونے کی صورت میں اولاد کے رُوبرو ان کی عظمت ومنقبت کی بات بیان کرنا۔

۴: آنحضرت ﷺ کا اپنی صاحبزادی سے قلبی لگاؤ، کہ ان کے پریشان ہوتے ہی انہیں دلاسا دینا شروع فرمایا۔ فَصَلَوَاتُ رَبِّيْ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ .

حرفِ آخر

درختوں کے پتوں، ریت کے ذرات اور پانی کے قطرات سے زیادہ حمد وثنا اللہ عزوجل کے لیے، کہ انہوں نے محض اپنی عنایت ونوازش سے مجھ ایسے کمزور اور ناتواں کو اپنے خلیل وحبیب حضرت محمد ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے ایک اہم پہلو [آپ ﷺ بحیثیت والد] کے متعلق یہ صفحات ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

اب انہی سے اس ٹوٹی پھوٹی معمولی سی کوشش کو قبول فرما لینے اور اس کو میرے والدین محترمین، حضرات اساتذہ، میرے اور اہل اسلام بلکہ پوری انسانیت کے لیے نفع، خیر، برکت اور رحمت کا ذریعہ بنا دینے کی عاجزانہ التجا ہے۔ إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيمٌ.

خلاصۂ کتاب:

اس کتاب میں بیان کردہ گفتگو کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱: اولاد اور نواسوں کی ملاقات کے لیے جانا:

آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادی کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے، سفر سے واپسی پر ازواج مطہرات کے حجروں میں جانے سے پہلے انہی کے ہاں تشریف لے جاتے، شیر خوار صاحبزادے کو دیکھنے کی غرض سے ان کی رضاعی والدہ کے گھر، وہاں موجود بھٹی کے دھویں اور مسافت کی دوری کے باوجود تشریف لے جایا کرتے تھے، علاوہ ازیں نواسے سے ملاقات کی غرض سے اپنی صاحبزادی کے دروازے پر تشریف لے گئے۔

۲: بیٹی کا حسنِ استقبال:

آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادی کے استقبال کے لیے اٹھ کر آگے بڑھتے،

[مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ] کے الفاظِ مبارکہ سے انہیں خوش آمدید کہتے، انہیں بوسہ دیتے، ان کا ہاتھ تھام لیتے اور مجلس میں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھاتے۔ بیٹی کے استقبال میں ان سب باتوں کا اہتمام آپ ﷺ کا عام معمول تھا۔

۳: صاحبزادیوں کی اولاد سے غیر معمولی پیار:

آنحضرت ﷺ نے اپنے نواسے حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھایا، اللہ کے روبرو ان سے اپنی محبت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ ہی سے انہیں اور ان سے محبت کرنے والوں کو اپنا محبوب بنانے کی دعا کی، نواسی کو کندھے پر اٹھائے لوگوں کو نماز پڑھائی، مہمان کے روبرو نواسے کو بوسہ دیا اور اس بارے میں مہمان کی گفتگو کو ناپسند فرمایا، دونوں نواسوں کو گرتے ہوئے دیکھ کر خطبہ جاری نہ رکھ سکے، انہیں اٹھا کر اپنے آگے بٹھایا، پھر خطبہ دیا، دونوں نواسوں کو دنیوی خوشبو میں سے اپنا حصہ قرار دیا۔

۴: اولاد کے لیے دعائیں:

آنحضرت ﷺ نے سہاگ کی رات بیٹی، ان کے شوہر، ان کی اولاد اور نسل اور معاملات میں برکت کے لیے دُعائیں کی، اسی رات بیٹی کی خدمت اور نگہبانی کے لیے آنے والی خاتون کو دُعائیں دیں۔ ایک اور موقع پر بیٹی، داماد اور نواسوں سے گندگی کی دوری اور خوب پاکیزگی کی دعا کی، نواسے حسن رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے اور رحمتِ الٰہیہ پانے کی فریاد کی، دونوں نواسوں کے اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے اور ان کے لیے پناہِ الٰہی حاصل ہونے کی دعا کی۔

۵: اولاد کی تعلیم کا اہتمام:

آنحضرت ﷺ نے بیٹی کو صبح و شام پڑھنے والی اور خادم سے بہتر دعا کی تعلیم دی، بیٹی اور داماد دونوں کو نماز کے بعد اور بستر پر آنے کے بعد پڑھنے والے کلمات

سکھلائے اور نواسے کو دعائے قنوت پڑھائی، علاوہ ازیں نواسے نے بھی آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر دین کی باتیں سیکھیں اور یاد کیں۔

۶: نواسوں کو کھلانا ہنسانا:

اس غرض سے آنحضرت ﷺ اپنے نواسے کے پیچھے پیچھے پکڑنے کے لیے راستے میں چلے، نواسوں کے لیے اپنی زبان مبارک کو باہر نکالا، دورانِ سجدہ انہیں پشت مبارک پر سوار ہونے دیا، بلکہ طویل وقت تک دورانِ سجدہ ہی نواسے کو پشت مبارک پر سوار رہنے دیا۔

۷: بیٹیوں کی عائلی زندگی سے تعلق:

آنحضرت ﷺ اپنی صاحبزادیوں کی شادیوں کا خود اہتمام فرماتے، آپ ﷺ نے اپنی صاحب زادی کے لیے واضح فرمایا، کہ انہوں نے ان کے رشتہ کی خاطر خاندان میں سے عزیز ترین شخص کے انتخاب میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی، داماد کو ولیمہ کی تلقین کی، رخصتی کے وقت بیٹی کو تحائف دیے، بیٹی کی عائلی زندگی میں ہونے والے نزاع کی اصلاح فرمائی، داماد کی رہائی کے وقت بیٹی کو بھیجنے کی شرط لگائی، خانگی زندگی میں بیٹی کو مبتلائے فتنہ کرنے والی بات سے بچانے کی سعی فرمائی۔

۸: نواسوں کے معاملات سے گہری دلچسپی:

آنحضرت ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان دی، نواسوں کی طرف سے عقیقہ کیا اور ان کے نام رکھے، بیٹی کو نواسہ کے سر کو مونڈھنے اور ان کے سر کے بالوں کے برابر وزن کی چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا، پیاس کی وجہ سے نواسوں کے رونے پر برقرار ہوئے اور ان کی پیاس بجھانے کی کوشش فرمائی۔

۹: بیٹی اور داماد کی ضرورت پر فقیر طلبہ کی ضرورت کو ترجیح دینا:

آنحضرت ﷺ نے بیٹی اور داماد کی ضرورت کے باوجود انہیں خادم نہ دیا۔ ان کی ضرورت پر فقیر طلبہ کی ضرورت کو ترجیح دی اور ان خادموں کو فروخت کر کے ان کی رقم فقیر طلبہ پر خرچ کرنے کے ارادہ کا اظہار فرمایا۔

۱۰: بیٹی اور داماد کو نماز تہجد کی ترغیب:

اس مقصد کی خاطر آنحضرت ﷺ ایک ہی رات میں انہیں جگانے کی غرض سے دو مرتبہ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔

۱۱: صاحبزادی کو دنیاوی زیب و زینت سے دور رکھنا:

آنحضرت ﷺ صاحبزادی کے ہاں رنگ برنگ پردہ دیکھ کر دروازے سے ہی واپس پلٹ گئے۔ صاحبزادی کی طرف سے علی رضی اللہ عنہما کے پیچھے آکر استفسار پر واپس لوٹ آنے کا سبب بتلایا اور دنیاوی زیب و زینت سے دور رہنے کی نصیحت فرمائی۔

۱۲: بیٹی کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ کی خود کوشش کرنے کی تلقین:

آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی پر واضح فرمادیا، کہ اسباب کی دوری کی صورت میں رشتہ داری کی قربت کچھ کام نہ آئے گی، لہٰذا انہیں اپنے آپ کو دوزخ سے محفوظ رہنے کے لیے خود جدوجہد کرنا ہوگی۔

۱۳: اولاد کا احتساب:

آنحضرت ﷺ نے بیٹی کے ہاں سونے کی زنجیر پر قدرے سخت رویہ سے احتساب فرمایا، حضرت عائشہ کو سخت سُست کہنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اسلوب عاطفی کے ساتھ احتساب فرمایا، صدقہ کی کھجور منہ میں ڈالنے پر نواسوں کا احتساب کیا۔

نواسے کو جھڑکا، کھجور پھینکنے کا حکم دیا، پھر آنحضرت ﷺ نے خود ان کے منہ سے کھجور باہر نکال کر پھینک دی، علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ نے کم عمری کی بنا پر ترکِ احتساب کی تجویز کو مسترد فرمایا۔

۱۴: دامادوں کے ساتھ گہرا تعلق اور عمدہ معاملہ:

ا: دعائیں سکھلانا:

آنحضرت ﷺ نے داماد کو غم اور سختی کے وقت پڑھنے والی دعا، قرض ادا کروانے والی دعا اور نماز کے بعد اور بستر پر آنے کے بعد پڑھنے والے کلمات سکھلائے۔

ب: داماد کے لیے دعائیں:

آنحضرت ﷺ نے داماد کے دل کی راہنمائی، زبان کی پختگی، شفایابی اور گرمی اور سردی کا احساس ختم ہونے کی دعائیں کی۔ علاوہ ازیں حضرت فاطمہ، حسن وحسین کے ساتھ داماد رضی اللہ عنہم کے لیے گندگی کی دوری اور خوب پاکیزگی کی دعا کی۔

ج: دامادوں کی خیرخواہی اور ان کے ساتھ بہترین معاملہ:

آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مضرّ صحت چیز کھانے سے روکا اور مفید چیز لینے کی تلقین فرمائی، غزوہ بدر میں قید ہونے والے داماد کو حضراتِ صحابہ کے مشورہ سے فدیہ لیے بغیر چھوڑ دیا، بیٹی کی طرف سے داماد کو دیئے ہوئے امان کو برقرار رکھا، اور داماد کی تکریم کا حکم دیا، داماد کے تجارتی قافلہ کا مال واپس کروادیا، داماد کی حق گوئی اور ایفائے عہد کی برسرِ منبر تعریف کی، داماد کے مسلمان ہونے پر بیٹی کو ان کی زوجیت میں لوٹا دیا، ایک دوسرے داماد کے ہاں پہلی بیٹی کی وفات پر انہیں دوسری بیٹی کا

رشتہ دے دیا، ایک تیسرے داماد کے ساتھ بیٹی کی کھٹ پٹ کی صورت میں خود داماد کے پاس تشریف لے گئے، اپنے دست مبارک سے ان کے جسم سے مٹی صاف کی اور ازراہِ مزاح ابوتراب کے لقب سے آواز دی اور بیٹی کے ساتھ نزاع کے متعلق کسی بھی قسم کی کوئی بات نہ کی۔

د: آنحضرت ﷺ ایک ہی رات میں تہجد کی خاطر، اپنی بیٹی کے ساتھ ساتھ داماد کو بیدار کرنے کی غرض سے، ان کے ہاں دومرتبہ تشریف لے گئے۔

۱۵: اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر:

بیٹی کی وفات پر آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہے، لیکن زبان مبارک سے صبر کے منافی ایک لفظ بھی نہ نکالا، بڑھاپے میں ملنے والے اکلوتے فرزند کی وفات پر آنسوؤں کے بہنے اور دل کے غمگین ہونے کے باوجود لسانِ رسالت سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا کوئی لفظ نہ نکالا، پیاری نواسی کی شدید بیماری پر صبر کا دامن نہ چھوڑا، نواسے کی وفات پر کمال صبر کا مظاہرہ فرمایا۔

۱۶: شدتِ غم کے باوجود بیٹیوں کی تجہیز وتکفین کا بندوبست کرنا:

صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات پر آنحضرت ﷺ نے انہیں غسل دینے کے بارے میں ہدایات دیں، صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر ان کی قبر کے کنارے بیٹھ کر ان کی تدفین کا بندوبست کروایا، صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے کنارے بیٹھ کر تدفین کی نگرانی فرمائی اور پاس بیٹھی دوسری صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو اپنے کپڑے سے پونچھے۔

۱۷: بیٹیوں کو صبر کی تلقین:

حالت نزع میں موجود نواسے کی وفات پر ایک صاحب زادی کو صبر کی تلقین فرمائی،

دوسری صاحبزادی کو اپنی وفات کی قبل از وقت خبر دیتے وقت تقویٰ وصبر کی تلقین فرمائی۔

اپیل:

میں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے، درخواست کرتا ہوں،

۱: تمام مسلمان والدین، بلکہ روئے زمین کے تمام والدین سے، کہ:

وہ نبی کریم ﷺ کی [سیرت پاک کے بحیثیت والد] پہلو کے متعلق آگاہی حاصل کریں۔

وہ اپنی اولادوں اور ان کی اولادوں سے تعلّق اور معاملہ میں درج ذیل امور کا اہتمام کریں:

* ان سے خوب پیار کریں اور اس کا مبالغہ کے بغیر اظہار بھی کریں۔ جائز طریقوں سے انہیں کھلائیں، ہنسائیں۔
* انہیں وقت دیں۔ اگر وہ کسی دوسری جگہ ہوں، تو ان کی ملاقات کے لیے جائیں، ان کی آمد پر اور خصوصاً بیٹیوں کی آمد پر عمدہ استقبال کریں۔
* ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے خوب فریادیں کریں۔ ان سے گندگی کی دوری، پاکیزگی کے حصول، ان کی شفایابی، دل کی راہنمائی، ثباتِ لسانی، اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے، ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور پناہ کے حصول کی دعائیں کریں۔
* ان کی تعلیم کا اہتمام کریں، انہیں قرآن و سنت سے ثابت شدہ دعائیں سکھلائیں، نوافل کی ترغیب دیں، دنیاوی زیب و زینت کے شیدائی بننے سے روکیں، دوزخ سے بچاؤ کے لیے کوشش کرنے کی تلقین کریں۔
* ان کی غلطیوں پر ان کا احتساب کریں۔ دورانِ احتساب صورتِ حال کے

مطابق نرم اور سخت رویہ اختیار کریں۔ اولاد کی کم عمری کی بنا پر احتساب ترک نہ کریں۔ اس سلسلہ میں کسی کی تنقید کو قابل توجہ نہ سمجھیں۔

* بیٹیوں کی شادیوں کا خود اہتمام کریں، بیٹیوں کو اسراف وتبذیر اور نمود ونمائش سے دور رہتے ہوئے تحائف دیں، ان کی خانگی زندگی سے مناسب حد تک دلچسپی رکھیں اور اس میں بدمزگی کی صورت میں اصلاح کی کوشش کریں۔
* اولاد کی اولاد کے معاملات میں بھی مقدور بھر دلچسپی رکھیں اور تا حد استطاعت ان کی خدمت کریں۔
* اولاد اور ان کی اولاد سے تعلق دین کے طالب علموں، نادار اور ضرورت مند لوگوں کے ساتھ تعاون کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دیں، بلکہ رسول کریم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے ایسے لوگوں کی ضروریات کو اپنی اولاد کی ضروریات پر ترجیح دینا سعادت سمجھیں۔
* دامادوں کو دین کی باتیں سکھلائیں، ان کے لیے دُعائیں کریں، انہیں نوافل کی ترغیب دیں۔
* علاوہ ازیں ان کے ساتھ بہترین معاملہ کریں۔ ان کی تکریم کریں، عائلی زندگی میں نزاع کی صورت میں بلا سوچے سمجھے بے جا بیٹیوں کی حمایت میں لڑنے جھگڑنے کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔ حتیٰ الامکان ان پر تنقید اور باز پرس سے اجتناب کریں، البتہ بیٹیوں کے دین کو خطرہ میں مبتلا کرنے والی باتوں کے خلاف ہمت واستقلال سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ڈٹ جائیں۔
* اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر کریں۔ اپنی زبانوں سے ایک لفظ بھی ایسا نہ نکالیں، جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں۔
* ایسی مصیبتوں کے آنے پر اپنی ذمہ داریوں کو نہ بھولیں۔ رنج والم کے وقت بھی

بحیثیت والدین اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی کوشش جاری رکھیں۔

* مصیبتوں کے آنے پر اولاد کو صبر کی تلقین کریں، بلکہ ان کی آمد سے پہلے ہی انہیں ذہنی طور پر اس طرح تیار کریں، کہ وہ ان کے آنے پر تقویٰ وصبر کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔

۲: حضرات علمائے کرام، طلبہ و طالبات اور تربیت کرنے والے حضرات وخواتین سے، کہ وہ [سیرت پاک کے بحیثیت والد] روشن پہلوؤں اور گوشوں کو خود سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔

رب حي و قیوم سے عاجزانہ التجا ہے، کہ وہ مجھ گناہ گار اور سب والدین کو اولاد سے تعلّق اور معاملہ میں نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر مضبوطی سے کار بند ہونے کی توفیق عطا فرمائیں، ہماری اولادوں کی اصلاح فرمائیں، اس سلسلہ میں ہماری سابقہ کوتاہیوں کو معاف فرمائیں، ان کی وجہ سے ہونے والی کمی کی اپنی رحمت سے تلافی فرمائیں اور اولادوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیں۔ آمین یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ.

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ . وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

المراجع و المصادر

١ـ "آداب الـزفـاف" للشيخ الألبانى ، ط: المكتب الإسلامي ، سنة الطبع ١٤٠٩هـ.

٢ـ "الإحسـان فـي تقريب صحيح ابن حبان" للأمير علاء الدين الفارسي ، ط: مـوسسة الـرسـالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨ه، بتحقيق الشيخ شعيب الارناؤوط .

٣ "اخـلاق الـنبـي صلى الله عليه وسلم وآدابة" للإمام أبي الشيخ ط: دار الـكتـاب الـعربى بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠٦ هـ ، بتـحقيق د . السيد الجميلي .

٤ـ "الأدب الـمـفـرد "لـلإمـام البخاري، ط: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥ه، بترتيب وتقديم ا: كمال يوسف الحوت .

٥ـ "الأذكـار" لـلإمـام الـنـووي ، ط: دار الهدىٰ الرياض ، الطبعة الثامنة ١٤٢٢هـ ، بتحقيق و تخريج الشيخ عبدالقادر الأرناؤوط .

٦ـ "إرواء الـغـلـيـل فـي تخريج أحاديث منار السبيل" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

٧ـ "بـذل المجهود في حلِّ أبي داود" للشيخ خليل أحمد السهار نفورى، بتـعـليـق الشيـخ مـحـمد زكريا الكاندهلوي، ط: دارالكتب العلمية، بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع .

٨ـ "بـلـوغ الأمـانـي من أسرار الفتح الرباني" للشيخ أحمد عبد الرحمن

البنا، ط: دارالشهاب بالقاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع .

۹- "الترغيب والترهيب" للحافظ المنذري، بتحقيق الشيخ محمد مصطفى عمارة ط: دارالفكر بيروت، بدون الطبعة، وسنة الطبع ١٤١٠هـ.

١٠- "تحفة المودود بأحكام المولود" للإمام ابن قيم الجوزية، ط: الشركة الجزائرية اللبنانية، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

١١- تفسير القران بكلام الرحمٰن" للشيخ ثناء الله الأمر تسري، بتخريج الشيخ عبد القادر الأرناؤوط ، مراجعة الشيخ صفي الرحمن مباركفوري، ط: دارالسلام الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

١٢- "تفسير القرطبى" المُسَمَّى بـ"الجامع لأحكام القرآن، للإمام أبي عبدالله القرطبي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٣- "تفسير ابن كثير" المسمَّى بـ"تفسير القرآن العظيم" للحافظ ابن كثير، بتقديم الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، ط: دارالفيحاء دمشق ودارالسلام الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

١٤- "تقريب التهذيب" للحافظ ابن حجر ، بتقديم و تحقيق ا: محمد عوّامه، ط: دارالرشيد سوريا- حلب؛ الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

١٥- "التلخيص" للحافظ الذهبي، ط: دارالمعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع . (المطبوع بذيل المستدرك على الصحيحين) .

١٦- "تهذيب التهذيب" للحافظ ابن حجر ، ط: مجلس دائرة المعارف النظامية حيدر آباد الدكن الهند، سنة الطبع ١٣٢٧ه .

١٧- "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرح تحفة الأحوذي)، للإمام الترمذي، ط: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٨- "جوامع السيرة" للإمام ابن حزم، بتحقيق د. إحسان عباس و د. ناصر

الـديـن الأسد، ط: حديث اكادمى فيصل آباد باكستان، بدون الطبعة، وسنة الطبع ١٤٠١هـ.

١٩ـ "زاد المعاد في هدي خير العباد ﷺ" للإمام ابن قيم الجوزية، بتحقيق وتـعـليـق الشيـخيـن شـعيـب الأرنـاؤوط وعبد القادر الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة ومكتبة المنار الإسلامية، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

٢٠ـ "سـلسلة الأحاديث الصحيحة" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

٢١ـ "سـنـن أبـي داود" (الـمـطـبـوع مـع عـون الـمـعبود) للإمـام أبي داود السجستاني ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٢٢ـ "السـنـن الـكبـرى" لـلإمـام النسائي، بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط، وبتـحـقـيـق الشيخ حسن عبد المنعم شلبي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

٢٣ـ "سـنـن ابـن ماجه" للإمام أبي عبد الله القزويني ابن ماجه، بتحقيق د. محمد مصطفى الأعظمى، ط: شركة الطباعة العربية السعودية، الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ.

٢٤ـ "سـنن النسائى" (المطبوع مع شرح السيوطي وحا شية السندي) للإمام النسائي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٣٤٨هـ.

٢٥ـ "شرح صحيح البخاري لابن بطال" بتحقيق وتعليق: ١. أبي تميم ياسر بن إبراهيم، ط. مكتبة الرشد الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

٢٦ـ شرح ابن القيم لتهذيب سنن أبي داود (المطبوع مع عون المعبود)، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٢٧ـ "شـرح الـنـووى عـلـى صـحـيـح مسلم" للإمام النووي، ط: دار الفكر

بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع ١٤٠١هـ.
٢٨ـ "صحيح البخارى" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام البخاري، ط: المكتبة السلفية، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٢٩ـ "صحيح الترغيب والترهيب" تحقيق الشيخ الألباني، ط: مكتبة المعارف الرياض، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٣٠ـ "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ الألباني، نشر مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
٣١ـ "صيح سنن أبي داود" صحَّح أحاديثه الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠١ ه ، بإشراف الشيخ زهير شاويش .
٣٢ـ "صحيح سنن النسائي" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
٣٣ـ "صحيح مسلم "للإمام مسلم القشيرى، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي، نشر و توزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة، وسنة الطبع ١٤٠٠هـ .
٣٤ـ "الطبقات الكبرىٰ" للإمام ابن سعد، ط: دار صادر بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع .
٣٥ـ "عمدة القاري" للعلّامة العيني، ط: دارالفكر بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٣٦ـ "عون المعبود شرح سنن أبي داود" للعلّامة محمد شمس الحق العظيم آبادي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠هـ.

٣٧ـ "فتح الباري" للحافظ ابن حجر، ط: المكتبة السلفية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٨ـ "الفصول في سيرة الرسول ﷺ" للحافظ ابن كثير بتحقيق و تعليق ا. محمد العيد الخطراوي، و ا. محي الدين مستو، ط. دار ابن كثير ودارالكلم الطيب، الطبعة السابعة ١٤١٦هـ.

٣٩ـ "كتاب عمل اليوم والليلة" للحافظ ابن السُنِّي، ط: مؤسسة الكتب الثقافية الطبعة الأولى ١٤٠٨ هـ. بتخريج و تعليق ا. أبي محمد سالم السلفي.

٤٠ـ "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" للحافظ الهيثمى، ط: دارالكتاب العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.

٤١ـ "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" للعلامة الملا على القاري، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة و سنة الطبع، بتحقيق ا. صدقي محمد جميل عطار.

٤٢ـ "المستدرك على الصحيحين" للإمام الحاكم، ط: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٣. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ط: دارالمعارف مصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ [أوط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ].

٤٤ـ "مسند أبي داود الطيالسى" بتحقيق محمد بن عبد المحسن التركي، ط: دار هجر، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

٤٥ـ "مسند أبي يعلى الموصلي"، ط: دارالمأمون للتراث دمشق، الطبعة

الأولى ١٤٠٤هـ. بتحقيق ١. حسين سليم أسد.

٤٦ـ "مسند الحميدى "للإمام أبي بكر الحميدي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي.

٤٧ـ "مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه" للحافظ البوصيرى، ط: دار الجنان بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ بدراسة وتقديم ١. كمال يوسف الحوت، .

٤٨ـ "المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم" للحافظ أبي العباس أحمد القرطبي، ط: دار ابن كثير ودارالكلم الطيب، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ. بتحقيق الشيخ محي الدين ديب مستو ورفقائه.

٤٩ـ "نتائج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار " للحافظ ابن حجر ، ط: دار الكتب العلمية بيروت، اللطبعة الأولى ١٤٢١ه ، بتخريج ١. محمد علي سمك.

٥٠ـ "نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر " للحافظ ابن حجر، ط: قرآن محل كراتشى باكستان ، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥١ـ "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الأثير ، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذين طاهر أحمد الزاوي و د. محمود محمد الطناحي.

٥٢ـ "هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

٥٣ـ "هامش شرح السنة" للشيخين زهير الشاويش وشعيب الأرناؤوط، ط: المكتب الإسلامي، سنة الطبع ١٣٩٤هـ.

٥٤ـ "هـامـش الـمسند" للشيخ أحمد محمد شاكر ، ط: دارالمعارف مصر ، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ.

٥٥ـ "هـامش المسند" للشيخ شعيب الأرناؤوط ورفقائه ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٥٦ـ "هـامـش مسـنـد أبي داود الطيالسي" للدكتور محمد بن عبد المحسن التركي، ط: دار هجر ، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

٥٧ـ "هـامـش مسـنـد أبـي يعلى الموصلي" للأستاذ حسين سليم أسد ، ط: دارالمأمون للتراث دمشق ، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

٥٨ـ "هـامـش سيـر أعـلام الـنبـلاء" اشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة التاسعة ١٤١٣هـ.

اردو کتب:

۱: ''اشرف الحواشی'' شیخ الحدیث محمد عبدہ، ط: شیخ محمد اشرف تاجر کتب لاہور۔

۲: ''بچوں کا احتساب'' فضل الٰہی ط: مکتبہ قدوسیہ، اُردو بازار لاہور۔

۳: ''سیرۃ النبی ﷺ'' مولانا شبلی نعمانی ومولانا سلیمان ندوی، ط: دارالاشاعت کراچی۔

۴: نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' فضل الٰہی، ط: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار۔ لاہور۔

مؤلف کی عربی مؤلفات

١. فضل آية الكرسي وتفسيرها
٢. إبراهيم عليه الصلاة والسلام أباً
٣. حب النبي ﷺ وعلاماته
٤. وسائل حب النبي ﷺ
٥. مختصر حب النبي ﷺ وعلاماته
٦. النبي الكريم ﷺ معلماً
٧. التقوىٰ: أهميتها وثمراتها وأسبابها
٨. أهمية صلاة الجماعة (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
٩. الأذكار النافعة
١٠. من تصلي عليهم الملائكة ومن تلعنهم
١١. فضل الدعوة الى الله تعالىٰ ١٢. ركائز الدعوة إلى الله تعالىٰ
١٣. الحرص على هداية الناس (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
١٤. السلوك و أثره في الدعوة إلى الله تعالىٰ
١٥. من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (في ضوء الكتاب والسنة)
١٦. من صفات الداعية : اللين والرفق
١٧. الحسبة : تعريفها و مشروعيتها و وجوبها
١٨. الحسبة في العصر النبوي و عصر الخلفاء الراشدين رضى الله عنهم
١٩. شبهات حول الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر
٢٠. مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
٢١. حكم الإنكار في مسائل الخلاف
٢٢. الاحتساب على الوالدين: مشروعيته، ودرجاته، وآدابه
٢٣. الاحتساب على الأطفال
٢٤. قصة بعث أبي بكر جيش أسامة رضى الله عنهما (دراسة دعوية)
٢٥. مفاتيح الرزق (في ضوء الكتاب والسنة)
٢٦. التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي
٢٧. التدابير الواقية من الربا في الإسلام
٢٨. شناعة الكذب وأنواعه
٢٩. لا تيئسوا من روح الله
٣٠. منزلة البنتِ و مكانتها (تحت الطبع)

مصنف کی اُردو تالیفات

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس کی علامتیں

۷۔ فرشتوں کا دُرود پانے والے اور لعنت پانے والے

۸۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب

۹۔ دعوتِ دین کس چیز کی طرف دی جائے؟

۱۰۔ فضائل دعوت

۱۱۔ دعوت دین کیسے دیں؟

۱۲۔ دعوتِ دین کون دے؟

۱۳۔ دعوت دین کہاں دیں؟

۱۴۔ بیٹی کی شان وعظمت

۱۵۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت

۱۶۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری

۱۷۔ والدین کا احتساب

۱۸۔ بچوں کا احتساب

۱۹۔ مسائل قربانی

۲۰۔ مسائل عیدین

۲۰۔ لشکرِ اُسامہ کی روانگی

۲۱۔اذکارِ نافعہ

۲۲۔ رزق کی کنجیاں

۲۳۔جھوٹ کی سنگینی اور اقسام

۲۴۔ قرض کے فضائل و مسائل

۲۵۔ مختصر حج وعمرہ کی آسانیاں

۲۶۔ حج وعمرہ کی آسانیاں

۲۷۔زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیرِ طبع)

مصنف کے تیار کردہ پوسٹرز

۱۔ دعا کی شان وعظمت

۲۔ قبولیتِ دعا کے اسباب

۳۔ مرادیں پورا کروانے والی دعا

۴۔ پریشانی کو راحت سے بدلنے والی دُعا

۵۔ اولاد کے لیے چودہ دُعائیں

۶۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات

۷۔ نبی کریم ﷺ کا قرب دلوانے والے اعمال

۸۔ رزق کی کنجیاں

۹۔ چار مفید اور تین نقصان والے کام

مولف کے قلم سے

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم

اس کتاب میں موضوع بالا کے متعلق چھیالیس باتیں بیان کی گئی ہیں،
جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

- ہر مناسب وقت اور جگہ میں تعلیم
- تعلیم میں اشاروں، شکلوں اور لکیروں کا استعمال
- تعلیم بالعمل
- پہلے اجمال پھر تفصیل
- فقیر طلبہ کے لیے ایثار
- طلبہ کے احوال کو پیش نظر رکھنا
- لائق طلبہ کی حوصلہ افزائی
- تعلیم میں آسانی

مؤلف کے قلم سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس کی علامتیں

کتاب کے موضوعات

1. نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساری مخلوق سے زیادہ محبت کرنے کی فرضیت
2. آنحضرت ﷺ کی محبت کے دنیا و آخرت میں ثمرات وفوائد
3. آنحضرت ﷺ سے محبت کی چار علامتیں:

- آپ ﷺ کے دیدار اور صحبت کی شدید تمنا
- آپ ﷺ پر سب کچھ نچھاور کرنے کی کامل استعداد
- آپ ﷺ کی مکمل اطاعت
- آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی خاطر جان و مال کی قربانی کے لیے مستعد رہنا

4. آنحضرت ﷺ کی محبت کے متعلق حضرات صحابہ کے (۳۶) ایمان افروز سنہری واقعات

تنبیہ:

شانِ مصطفیٰ ﷺ کے بیان میں راہِ اعتدال سے نہ ہٹنا

مؤلف کے قلم سے

بیٹی کی شان وعظمت

کتاب کے موضوعات

نبی کریم ﷺ بحیثیت والد

کتاب کے موضوعات:

۱۔اولاد اور نواسوں کی ملاقات کے لئے تشریف لے جانا

۲۔بیٹی کا حسنِ استقبال

۳۔بیٹیوں کی اولاد سے شدید پیار

۴۔اولاد کے لیے دعائیں

۵۔اولاد کی تعلیم کا اہتمام

۶۔نواسوں کو کھلانا ہنسانا

۷۔بیٹیوں کی عائلی زندگی سے تعلق

۸۔نواسوں کے معاملات سے گہری دلچسپی

۹۔بیٹی اور داماد کی ضرورت پر فقیر طلبہ کی ضرورت کو ترجیح

۱۰۔بیٹی اور داماد کو نمازِ تہجد کی ترغیب

۱۱۔صاحبزادی کو دنیوی زیب و زینت سے دور رکھنا

۱۲۔بیٹی کو دوزخ سے بچاؤ کی خود کوشش کرنے کی تلقین

۱۳۔اولاد کا احتساب

۱۴۔دامادوں سے گہرا تعلق اور معاملہ

۱۵۔اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر

۱۶۔شدتِ غم کے باوجود بیٹیوں کی تجہیز و تکفین کا بندوبست

۱۷۔بیٹیوں کو صبر کی تلقین

دارُالنُّور، اِسلام آباد
0321-5336844
0333-5139853